

# تَعْمِيرِ حَيَاةٍ

پندرہ روزہ

## ہمارا دین اسلام، ہمارا وطن ہندوستان

ملک (ہندوستان) کے باشندے کی حیثیت سے ہمیں یہاں آزادی اور عزت کے ساتھ درجنے کا پورا حق حاصل ہے، یاں ملک کی جمہوریت اور دستور و آئین کا بھی فیصلہ ہے، لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہم اپنی خصوصیات، قانون شریعت، احکام دین، اپنے عقائد و شعائر، اپنی زبان و تہذیب اور اپنی ان چیزوں کو چھوڑ کر جو ہم کو عزیز ہیں، اس ملک میں رہیں، اس طرح رہنے سے یہ ہٹنے نہیں بلکہ ایک جیل خانہ اور قفس بن جاتا ہے، جس میں گویا پوری قوم کو زندگی کی عزتوں اور لذتوں سے محروم رکھ کر سزا دی جاتی ہے۔ ہمارا خیر ضرور اس ملک سے تیار ہوا ہے اور یہ خاک ہم کو بہت عزیز ہے، لیکن ہماری تہذیب ابراہیمی ہے، اور مسلمان جس ملک میں رہے گا اس کی وطیعت خواہ کچھ ہواں کی تہذیب ابراہیمی ہوگی، ہم یہاں زندہ اور باعزت انسانوں کی طرح رہنا چاہتے ہیں، ہم اس ملک میں آزاد ہیں، اس کی تعمیر و ترقی اور دستور سازی میں شریک ہیں، اس لئے اس کا کوئی سوال نہیں کہ ہم دوسرے درجہ کے شہریوں کی طرح زندگی برقراریں، اپنے ملک میں آزادی کے ساتھ زندگی گزارنا ہر شخص کافطری، انسانی، اخلاقی اور قانونی حق ہے، اور اس حق کو جب بھی چھیننے کی کوشش کی گئی تو اس کے ہمیشہ تغیین متوج نکلے۔

حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسینی ندوی

(اخوند: آخری خطہ صادرات آئینہ اسلام پر ۱۰ جولائی، ۱۹۴۷ء)

خصوصی شمارہ

ایک سو ان جلاس سے سبقتہ  
آل انڈا سلمان سس  
دارالعلوم ندویہ احمدیہ، مسیو

فی شمارہ - ۱۲/-

سالانہ زرع اعادہ - 250/-

۲۰۱۰ء مارچ

Postal Regd. No. LW/NP/63/2009 TO 2011  
R. N. I. No. UP. Urd/2001/6071

Vol. No. 47 Issue No. 8

Mobile: 09415786548

Fortnightly

TAMEER-E-HAYAT

Tagore Marg, Badshah Bagh, Lucknow-07

Ph. Off. : 0522-2740406  
Fax : 0522-2741221

E-mail : nadwa@sancharnet.in

25-February, 2010

Phone: Shop. 0522-2274605  
® 0522-2616731

مُحَمَّدُ أَكْرَمُ جُوَنِيلَسْ

Near Odeon Cinema, Lucknow

Mohd. Akram  
Jewellers

New

Ph: 2266786

Sana Jewellers

شَا جوِيلِرس

Riyaz Ahmad

Ghayas Ahmad

۳۰۱/۱۷ سرائے بانس، اکبری گیٹ، چوک لکھنؤ۔

301/17, Srai Bans  
Akbari Gate, Chowk, Lucknow-3

Res: 2226177  
Akbari Gate  
2268845

Shop: 9415002532  
2613736  
3958875

سو نے چاندی کی دنیا میں ۵۵ سالہ دیرینہ نام

حاجی صفی اللہ جویلر سس  
ہمارا نیا شوروم

گورنمنٹ جمالہ کے سامنے امین آباد لکھنؤ پروردائیڈر: محمد اسلام

HAJI SAFIULLAH JEWELLERS

Opp: Gadbad Jhala Aminabad, Lucknow-18

Quba Clothing  
Gems, Textile & Accessories



قبا اوننگ  
سینوپک پکریس

ٹیکر اوننگ - ونڈ و اوننگ = ڈوم اوننگ  
فلک اوننگ - لان اوننگ - ڈیمودیٹ

سل کراسنگ گوری بازار سروجی ٹگر کانپور روڈ لکھنؤ  
Tel : 0522-2817580 - 9335236026 - 9839095795

لکھنؤ کے قدیم مشہور و معروف صندل سے تیار کردہ

خوشبو دار عطیلیات

روضنیات، عرقیات، کوارپر فوم، کارپر فوم، دروم فرمیٹر،  
فلور پر فوم، روح گلاب، روح کیوڑہ، عرق گلاب،  
عرق کیڑہ، اگرچہ، ہر ٹبل پر دوڑک

لیکنی، چین ۱۷۰۰، ۱۸۰۰، ۱۹۰۰، ۲۰۰۰، ۲۱۰۰، ۲۲۰۰، ۲۳۰۰، ۲۴۰۰، ۲۵۰۰، ۲۶۰۰، ۲۷۰۰، ۲۸۰۰، ۲۹۰۰، ۳۰۰۰، ۳۱۰۰، ۳۲۰۰، ۳۳۰۰، ۳۴۰۰، ۳۵۰۰، ۳۶۰۰، ۳۷۰۰، ۳۸۰۰، ۳۹۰۰، ۴۰۰۰، ۴۱۰۰، ۴۲۰۰، ۴۳۰۰، ۴۴۰۰، ۴۵۰۰، ۴۶۰۰، ۴۷۰۰، ۴۸۰۰، ۴۹۰۰، ۵۰۰۰، ۵۱۰۰، ۵۲۰۰، ۵۳۰۰، ۵۴۰۰، ۵۵۰۰، ۵۶۰۰، ۵۷۰۰، ۵۸۰۰، ۵۹۰۰، ۶۰۰۰، ۶۱۰۰، ۶۲۰۰، ۶۳۰۰، ۶۴۰۰، ۶۵۰۰، ۶۶۰۰، ۶۷۰۰، ۶۸۰۰، ۶۹۰۰، ۷۰۰۰، ۷۱۰۰، ۷۲۰۰، ۷۳۰۰، ۷۴۰۰، ۷۵۰۰، ۷۶۰۰، ۷۷۰۰، ۷۸۰۰، ۷۹۰۰، ۸۰۰۰، ۸۱۰۰، ۸۲۰۰، ۸۳۰۰، ۸۴۰۰، ۸۵۰۰، ۸۶۰۰، ۸۷۰۰، ۸۸۰۰، ۸۹۰۰، ۹۰۰۰، ۹۱۰۰، ۹۲۰۰، ۹۳۰۰، ۹۴۰۰، ۹۵۰۰، ۹۶۰۰، ۹۷۰۰، ۹۸۰۰، ۹۹۰۰، ۱۰۰۰۰، ۱۰۱۰۰، ۱۰۲۰۰، ۱۰۳۰۰، ۱۰۴۰۰، ۱۰۵۰۰، ۱۰۶۰۰، ۱۰۷۰۰، ۱۰۸۰۰، ۱۰۹۰۰، ۱۱۰۰۰، ۱۱۱۰۰، ۱۱۲۰۰، ۱۱۳۰۰، ۱۱۴۰۰، ۱۱۵۰۰، ۱۱۶۰۰، ۱۱۷۰۰، ۱۱۸۰۰، ۱۱۹۰۰، ۱۲۰۰۰، ۱۲۱۰۰، ۱۲۲۰۰، ۱۲۳۰۰، ۱۲۴۰۰، ۱۲۵۰۰، ۱۲۶۰۰، ۱۲۷۰۰، ۱۲۸۰۰، ۱۲۹۰۰، ۱۳۰۰۰، ۱۳۱۰۰، ۱۳۲۰۰، ۱۳۳۰۰، ۱۳۴۰۰، ۱۳۵۰۰، ۱۳۶۰۰، ۱۳۷۰۰، ۱۳۸۰۰، ۱۳۹۰۰، ۱۴۰۰۰، ۱۴۱۰۰، ۱۴۲۰۰، ۱۴۳۰۰، ۱۴۴۰۰، ۱۴۵۰۰، ۱۴۶۰۰، ۱۴۷۰۰، ۱۴۸۰۰، ۱۴۹۰۰، ۱۵۰۰۰، ۱۵۱۰۰، ۱۵۲۰۰، ۱۵۳۰۰، ۱۵۴۰۰، ۱۵۵۰۰، ۱۵۶۰۰، ۱۵۷۰۰، ۱۵۸۰۰، ۱۵۹۰۰، ۱۶۰۰۰، ۱۶۱۰۰، ۱۶۲۰۰، ۱۶۳۰۰، ۱۶۴۰۰، ۱۶۵۰۰، ۱۶۶۰۰، ۱۶۷۰۰، ۱۶۸۰۰، ۱۶۹۰۰، ۱۷۰۰۰، ۱۷۱۰۰، ۱۷۲۰۰، ۱۷۳۰۰، ۱۷۴۰۰، ۱۷۵۰۰، ۱۷۶۰۰، ۱۷۷۰۰، ۱۷۸۰۰، ۱۷۹۰۰، ۱۸۰۰۰، ۱۸۱۰۰، ۱۸۲۰۰، ۱۸۳۰۰، ۱۸۴۰۰، ۱۸۵۰۰، ۱۸۶۰۰، ۱۸۷۰۰، ۱۸۸۰۰، ۱۸۹۰۰، ۱۹۰۰۰، ۱۹۱۰۰، ۱۹۲۰۰، ۱۹۳۰۰، ۱۹۴۰۰، ۱۹۵۰۰، ۱۹۶۰۰، ۱۹۷۰۰، ۱۹۸۰۰، ۱۹۹۰۰، ۲۰۰۰۰، ۲۰۱۰۰، ۲۰۲۰۰، ۲۰۳۰۰، ۲۰۴۰۰، ۲۰۵۰۰، ۲۰۶۰۰، ۲۰۷۰۰، ۲۰۸۰۰، ۲۰۹۰۰، ۲۱۰۰۰، ۲۱۱۰۰، ۲۱۲۰۰، ۲۱۳۰۰، ۲۱۴۰۰، ۲۱۵۰۰، ۲۱۶۰۰، ۲۱۷۰۰، ۲۱۸۰۰، ۲۱۹۰۰، ۲۲۰۰۰، ۲۲۱۰۰، ۲۲۲۰۰، ۲۲۳۰۰، ۲۲۴۰۰، ۲۲۵۰۰، ۲۲۶۰۰، ۲۲۷۰۰، ۲۲۸۰۰، ۲۲۹۰۰، ۲۳۰۰۰، ۲۳۱۰۰، ۲۳۲۰۰، ۲۳۳۰۰، ۲۳۴۰۰، ۲۳۵۰۰، ۲۳۶۰۰، ۲۳۷۰۰، ۲۳۸۰۰، ۲۳۹۰۰، ۲۴۰۰۰، ۲۴۱۰۰، ۲۴۲۰۰، ۲۴۳۰۰، ۲۴۴۰۰، ۲۴۵۰۰، ۲۴۶۰۰، ۲۴۷۰۰، ۲۴۸۰۰، ۲۴۹۰۰، ۲۵۰۰۰، ۲۵۱۰۰، ۲۵۲۰۰، ۲۵۳۰۰، ۲۵۴۰۰، ۲۵۵۰۰، ۲۵۶۰۰، ۲۵۷۰۰، ۲۵۸۰۰، ۲۵۹۰۰، ۲۶۰۰۰، ۲۶۱۰۰، ۲۶۲۰۰، ۲۶۳۰۰، ۲۶۴۰۰، ۲۶۵۰۰، ۲۶۶۰۰، ۲۶۷۰۰، ۲۶۸۰۰، ۲۶۹۰۰، ۲۷۰۰۰، ۲۷۱۰۰، ۲۷۲۰۰، ۲۷۳۰۰، ۲۷۴۰۰، ۲۷۵۰۰، ۲۷۶۰۰، ۲۷۷۰۰، ۲۷۸۰۰، ۲۷۹۰۰، ۲۸۰۰۰، ۲۸۱۰۰، ۲۸۲۰۰، ۲۸۳۰۰، ۲۸۴۰۰، ۲۸۵۰۰، ۲۸۶۰۰، ۲۸۷۰۰، ۲۸۸۰۰، ۲۸۹۰۰، ۲۹۰۰۰، ۲۹۱۰۰، ۲۹۲۰۰، ۲۹۳۰۰، ۲۹۴۰۰، ۲۹۵۰۰، ۲۹۶۰۰، ۲۹۷۰۰، ۲۹۸۰۰، ۲۹۹۰۰، ۳۰۰۰۰، ۳۰۱۰۰، ۳۰۲۰۰، ۳۰۳۰۰، ۳۰۴۰۰، ۳۰۵۰۰، ۳۰۶۰۰، ۳۰۷۰۰، ۳۰۸۰۰، ۳۰۹۰۰، ۳۱۰۰۰، ۳۱۱۰۰، ۳۱۲۰۰، ۳۱۳۰۰، ۳۱۴۰۰، ۳۱۵۰۰، ۳۱۶۰۰، ۳۱۷۰۰، ۳۱۸۰۰، ۳۱۹۰۰، ۳۲۰۰۰، ۳۲۱۰۰، ۳۲۲۰۰، ۳۲۳۰۰، ۳۲۴۰۰، ۳۲۵۰۰، ۳۲۶۰۰، ۳۲۷۰۰، ۳۲۸۰۰، ۳۲۹۰۰، ۳۳۰۰۰، ۳۳۱۰۰، ۳۳۲۰۰، ۳۳۳۰۰، ۳۳۴۰۰، ۳۳۵۰۰، ۳۳۶۰۰، ۳۳۷۰۰، ۳۳۸۰۰، ۳۳۹۰۰، ۳۴۰۰۰، ۳۴۱۰۰، ۳۴۲۰۰، ۳۴۳۰۰، ۳۴۴۰۰، ۳۴۵۰۰، ۳۴۶۰۰، ۳۴۷۰۰، ۳۴۸۰۰، ۳۴۹۰۰، ۳۵۰۰۰، ۳۵۱۰۰، ۳۵۲۰۰، ۳۵۳۰۰، ۳۵۴۰۰، ۳۵۵۰۰، ۳۵۶۰۰، ۳۵۷۰۰، ۳۵۸۰۰، ۳۵۹۰۰، ۳۶۰۰۰، ۳۶۱۰۰، ۳۶۲۰۰، ۳۶۳۰۰، ۳۶۴۰۰، ۳۶۵۰۰، ۳۶۶۰۰، ۳۶۷۰۰، ۳۶۸۰۰، ۳۶۹۰۰، ۳۷۰۰۰، ۳۷۱۰۰، ۳۷۲۰۰، ۳۷۳۰۰، ۳۷۴۰۰، ۳۷۵۰۰، ۳۷۶۰۰، ۳۷۷۰۰، ۳۷۸۰۰، ۳۷۹۰۰، ۳۸۰۰۰، ۳۸۱۰۰، ۳۸۲۰۰، ۳۸۳۰۰، ۳۸۴۰۰، ۳۸۵۰۰، ۳۸۶۰۰، ۳۸۷۰۰، ۳۸۸۰۰، ۳۸۹۰۰، ۳۹۰۰۰، ۳۹۱۰۰، ۳۹۲۰۰، ۳۹۳۰۰، ۳۹۴۰۰، ۳۹۵۰۰، ۳۹۶۰۰، ۳۹۷۰۰، ۳۹۸۰۰، ۳۹۹۰۰، ۴۰۰۰۰، ۴۰۱۰۰، ۴۰۲۰۰، ۴۰۳۰۰، ۴۰

جید لکش سونے، چاندی کے زیورات کیلئے ہمارے شوروم

# گھنے پیلس

میں آپ کا خیر مقدم ہے

**GEHNA  
PALACE**

Whenever you see  
Jewellery  
Think of us

حاجی عبدالرؤف خاں، حاجی محمد معروف خاں، محمد فاروق خاں (چاند)

ایک مینارہ مسجد کے سامنے، اکبری گیٹ، چوک، لاکھنؤ

Phone : 0522-2260433, Mobile : 9415024686

# تَعْمِيرِ حَيَاتٍ

شمارہ نمبر ۹  
جلد نمبر ۲۳

۱۰ مارچ ۲۰۲۰ء مطابق ۲۳ ربیع الاول ۱۴۴۱ھ

زیر سرپرستی

حضرت مولانا مخدوم راجح حسینی ندوی

(ناظیر عالم ندوۃ الحسناں لکھنؤ)

پروفیسر صاحب احمد صدیقی

(معتمد مال ندوۃ الحسناں لکھنؤ)

زیر نگرانی

مولانا مخدوم حسینی ندوی

(ناظیر عالم ندوۃ الحسناں لکھنؤ)

مدیر مسؤول

مشی الحق ندوی

نائب مدیر

محمود حسن ندوی

مجلس مشاورت

• مولانا عبداللہ حسینی ندوی • مولانا محمد خالد ندوی غازی پوری

• امین الدین شجاع الدین

سالانہ زر تعاون ۲۵۰۰ فی شمارہ ۱۲۰

ایشائی، یورپی، افریقی و امریکی ہمالک کے لئے۔ ۱۵۰۰ ار

ڈرامنگ تیریجات کے نام سے ہائی اور فنر تیریجات ندوۃ الحسناں لکھنؤ کے پیغمبر مدانہ کتب، چیک

سے بھی جانے والی رقم قابل بدل ہے وگی۔ اس میں ادارہ کا انسان ہوتا ہے۔ براہ کرم کا خیال رکھیں۔

ترسلی زر اور خط و کتابت کا پاپ

Tameer-e-Hayat

P.O.Box No.93 Tagormarg, Badshah Bagh, Lucknow-7

E-mail: nadwa@sancharnet.in Ph: (0522) 2740406

ضمنوں انگارکی رائے سے ادارہ کا حقیقت ہونا ضروری ہیں ہے

آپ کے خواصی اور کامیابی کے لئے اکمل تکمیل ہے۔ کھٹکی اور قادنِ فوج ہونا ہے۔ پیدا مدد عز و قادن اور سال کی رسائی

لئی آزاد کریں یا اپنے اور اپنے بھرپور کتب، اکرمیاں یا فون سر ہوتے اپنے شرک کے افسوس کے سماں تھے۔ (تیریجات)

پختہ باشر المہرین نے آزاد پر ٹنگ پریس، نظیر اباد، لکھنؤ سے طبع کر کے فنر تیریجات

مکتب مساحت و تغیرات نیکور مارگ، ہادشاہ باغ لکھنؤ سے شائع کیا۔

Hashmat Ali (Tameer-e-Hayat) Lko.

## اس شمارے میں

خصوصی شمارہ

اکیسوائیں اجلاس عام، منعقدہ: ۱۹، ۲۰، ۲۱ مارچ ۲۰۲۰ء

آل اندیا مسلم پرنس لابورڈ

دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

۱	مولانا سید محمد ثانی حسینی	رہنمایان ملک و ملت سے
۲	حضرت مولانا سید محمد راجح حسینی ندوی	آل اندیا مسلم پرنس لابورڈ
۳	محمد وقار الدین ندوی	مسلم پرنس لابورڈ ایک نظر میں
۴	اگراض و مقاصد مسلم پرنس لابورڈ	مرکزی دفتر بورڈ
۵	مسلم پرنس لابورڈ کے اجلاس عام	دفتر مسلم پرنس لابورڈ
۶	مسلمان اپنے دین کے ایک....	مسلم پرنس لابورڈ کا مقصد...
۷	مسلم پرنس لابورڈ لا اور مسلمان	مسلم پرنس لابورڈ کے اجلاس عام
۸	مسلمان اپنے دین کے ایک....	مسلمان اپنے دین کے ایک....
۹	حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسینی ندوی	مسلم پرنس لابورڈ کے اجلاس عام
۱۰	حضرت مولانا سید محمد راجح حسینی ندوی	مسلمان اپنے دین کے ایک....
۱۱	مولانا قاری محمد طیب صاحب	مسلم پرنس لابورڈ کے اجلاس عام
۱۲	مولانا سید شاہ مفت اللہ رحمانی	مسلم پرنس لابورڈ لا اور مسلمان
۱۳	قاضی مجید الاسلام قاسمی	مسلم پرنس لابورڈ - پس منظر
۱۴	مولانا سید نظام الدین صاحب	مسلم پرنس لابورڈ اور عصر حاضر
۱۵	ادارہ	مسلم پرنس لابورڈ - کارکردگی ...
۱۶	یورڈ حضرت مولانا علی میاں ندوی	یورڈ حضرت مولانا علی میاں ندوی
۱۷	مشی الحق ندوی	اسلامی ثقافت اور ندوۃ العلماء
۱۸	محمد جاوید اختر ندوی	ندوہ کے شب دروز

# وہ نہایاں ملے و ملت سے

مولانا سید محمد علی حنفی

## آل انڈیا مسلم پرنسپل لا بورڈ

(خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی)

حضرت مولانا سید محمد راجح حنفی مددوی (دامت برکاتہم)

مسلمان ہندوستان میں اگرچہ اقلیت میں ہیں، لیکن یہ اقلیت بڑی بھی ہے اور خاص حد تک باشری بھی، اسی کے ساتھ اس اقلیت کو دو خصوصیات ایسی بھی حاصل ہیں جو اس کو خود کیل اور ترقی پذیر بننے والی امت بنانے میں بڑی مدد گار تباہت ہو سکتی ہیں۔ ایک خصوصیت تو یہ ہے کہ اس کے اسلاف نے اس ملک میں پانچ چھ صدی تک انتظام سنگالا ہے اور قائدانہ کردار بھی ادا کیا ہے، اس کے قائدانہ کردار سے اس ملک کی تہذیب و تمدن پر بھی اثر پڑا ہے جس سے اس ملک کی خوبیوں میں اضافہ ہوا ہے۔ اسی کے ساتھ اسکے اسلاف نے اپنے غیر مسلم ہم وطنوں کے ساتھ مقایرت کا برہتا ذہبیں اختیار کیا بلکہ انسانی اخلاق اپناتے ہوئے اخوت انسانی کا ثبوت دیا ہے۔ اس امت میں یہ خصوصیت اس بات سے آئی ہے کہ اس کو اس کے نہب اسلام نے دین و دنیا دتوں کو بہت خوبی کے ساتھ جمع کرنے کی تھیں کی ہے، جو اس کو اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ بتائی گئی ہے اسی کے تحت راداری کاروباری اور اعلیٰ انسانی کردار کے ساتھ اپنوں اور غیروں دنوں کے ساتھ ہمدردی اور اعلیٰ انسانی قدر دوں کا لحاظ اور اپنے خالق و مالک کے احکامات کے ساتھ پوری زندگی کو وابستہ کرنے کی ذمہ داری نہب اسلام کے مانے والوں پر ڈالی گئی ہے اور اس کو اجسام دینے کا کام اس امت نے اپنی گذشتہ تاریخ میں مخصوصانہ انداز سے انجام دیا ہے اور اس کو برادر قائم رہنے والی ذمہ داری سمجھا ہے، اس امت کی یہ خصوصیات ایسی ہیں کہ ان کے ذریعہ امت اپنے کو ہمیشہ ایک فعال اور موثر امت بنانے میں مدد لے سکتی ہے، اور اپنے پیش روؤں کے معاملہ میں انسانی نسلوں کا ہمیشہ خاصہ بھی رہا ہے کہ ان کی کارگزاریوں کو اپنے لئے تموثہ بتاتی ہیں اور اس کی بناء پر ماضی میں جو کوتاہیاں ہوئی ہیں ان سے اپنے کو بچانے کی تکریتی ہیں۔ اس طرح ہماری اس امت کے لئے جو اس ملک میں اقلیت میں ہے، لیکن اپنے اسلاف کی شادار تاریخ رکھتی ہے، سبق حاصل کرنے کا بڑا موقع ہے، جس سے بہت فائدہ اٹھا سکتی ہے۔ اس امت کو ایک خصوصیت یہ بھی حاصل ہے کہ اس کے افراد ساری دنیا میں بھی کچھی ہوئے پائے جاتے ہیں وہ سب ایک مرکز سے جڑے ہوئے ہیں لیکن اس ملک کے مسلمان اپنے اس مرکز سے تعلق قائم رکھنے کے ساتھ ساتھ اپنی دینی و علمی صلاحیت اور دین، علم دین کے معاملہ میں مکمل حد تک خود کیا تھی کا طریقہ اختیار کرتے رہے ہیں، اور اسی بناء پر اس ملک کے مسلمانوں میں بڑے بڑے جيد علماء دین پیدا ہوئے اور انہوں نے اس امت کی دینی و علمی ضرورت کو پورا کیا اور اس امت کو مرکز اسلام سے خاصے فاصلہ پر ہونے سے اگر کوئی خرابی ہو سکتی تو اس سے سمجھی کو بچایا ہے اور ضروری حد تک خود کیل بنایا ہے۔ یہ وہ خصوصیات ہیں جن کو اپنا کریمہ امت اس ملک میں باوجود اقلیت میں ہونے کے پر انتقام بنا سکتی ہے اور مصلحانہ قائدانہ کردار کا ثبوت دے سکتی ہے، لیکن سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ یہ امت اپنے کو ان خصوصیات کی حامل امت سمجھے اور اس سلسلہ میں تحد افسکر ہو کر اپنی ذمہ داریوں کا احسان کرے۔ ذمہ داری کا احسان کرنا ہی وہ قوت ہے جو کسی بھی کام کو اعلیٰ سطح سے انجام دینے میں مدد و معاون ہوتی ہے، اس سلسلہ میں اس امت سے اس کی تاریخ کو جو دین ٹالا ہے اس میں آپسی اخوت اور اتحاد پر بہت زور دیا گیا ہے اور اس میں انسان کے جائز تقاضوں کی پوری رعایت رکھی گئی ہے، وہ تکمیل کا دین نہیں ہے، وہ وسعت کا اور انسانی کا دین ہے، وہ دین انسانی معاشرہ کی مختلف الجہات ضرورتوں کو بہت اچھے طریقہ سے اور بہت اچھے انداز سے پورا کرتا ہے اور ہر زید کام کا حوصلہ رہتا ہے۔ اس کی تاریخ بتاتی ہے کہ مشکل سے مشکل سے مشکل حالات میں اور سخت دشواریوں میں اس دین کے مانے والوں نے جب بھی مقصد کی لگن اور کام میں بھتی اور

قائدین ملک و ملت رہنمایاں کرام ☆  
کیا کروں مجبوروں میں عرض کرنے کے لیے ☆  
ہے زبان میری مگر ہے آرزوئے خاص و عام ☆  
آپ خود ملت کے درود کرب سے بے چین ہیں ☆  
اس لیے اس کی بقا کا ہے نہایت اہتمام ☆  
غور کرنے کے لیے ہیں بیکروں ہی مسئلے ☆  
بے قرینہ ہو چکا ہے آج ملت کا نظام ☆  
دوسری قوموں سے بالکل ہے جدا اس کا مقام ☆  
اس کو حاصل ہے مبارک نسبت خیر الامم ☆  
رہ نہیں سکتا کبھی بھی وہ من و تو کا غلام ☆  
ہے زبان پر جس کے ہرم اشہد ان لا إله ☆  
مدتوں تک جو رہا ہے ساری قوموں کا امام ☆  
بھیک ماں گے غیر سے بن کر گدائے بے نوا ☆  
کرگوں کی زندگی تاثر ہے اس پر حرام ☆  
یہ ہے شاہیں اس کے حق میں خاکبازی مرگ ہے ☆  
کیا کہوں اس کی متاع دین و دانش لٹ گئی ☆  
ملت اسلام کا اب کارواں بے میر ہے ☆  
ہے ضرورت آج ملت کو کلیم طور کی ☆  
جو بہانگ دل اس کو لاتھف کا دے پیام ☆  
اس کے ہی ہاتھوں میں ہو گی آج ملت کی زمام ☆  
حکمیں بھی عام ہیں ہوش و خرد بھی عام ہے ☆  
زور حیدر چاہئے اور فقریوذر چاہئے ☆  
آج کی دنیا میں امت کا ہے گا جب ہی کام ☆  
کامرانی لے قدم، میری دعا ہے صبح و شام ☆  
ہو مبارک آپ کا یہ مشورہ یہ اجتماع ☆  
اس مبارک کام کی برکت کو حاصل ہو دوام

تیریجات۔ ابراری ۱۴۲۰  
تیریجات۔ ابراری ۱۴۲۰

۲۔ نظام قضاۓ کا قیام (اردو) مولانا قاری محمد طیب

۳۔ یونیفارم سیل کوڈ (اردو، انگریزی)

مولانا سید منٹ اللہ رحمانی

۴۔ قانون شریعت کے مصادر اور نئے سائل کا

حل (اردو) مولانا سید منٹ اللہ رحمانی

۵۔ شاہ اور طلاق (اردو، بندی)

مولانا سید منٹ اللہ رحمانی

۶۔ مسلم پرنسل لا (اردو) مولانا سید منٹ اللہ رحمانی

کے خاندانی منصوبہ بندی (اردو)

مولانا سید منٹ اللہ رحمانی

۷۔ مسلم پرنسل لا کی صحیح نوعیت و اہمیت (اردو)

مولانا سید ابو الحسن علی حسینی ندوی

۸۔ مسلم پرنسل لا کا مسئلہ تعارف و تجزیہ (اردو، انگریزی)

بندی، بیکن، تمیل، کمزور تنبلو، قاضی چاہد الاسلام قاسمی

۹۔ دستور بندداور یونیفارم سول کوڈ (اردو)

محمد عبدالرحمٰن قریشی

۱۰۔ مسلم پرنسل لا بورڈ سرگرمیوں کا خاکہ (اردو)

محمد عبدالرحمٰن قریشی

۱۱۔ اصلاح معاشرہ (اردو)

مولانا محمد برہان الدین سنبلی

۱۲۔ یونیفارم سول کوڈ مسلم پرنسل لا اور عورت کے

حقوق (اردو) مولانا محمد برہان الدین سنبلی

۱۳۔ خواتین کے مالی حقوق (اردو)

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

۱۴۔ طلاق کے استعمال کا طریقہ (اردو، بندی)

مولانا صیف الرحمنی

۱۵۔ دراثت میں پوتے کا حصہ (اردو) مولانا زین الرحمنی

۱۶۔ اسلام کا نظام میراث (اردو) مولانا عین الرحمنی

۱۷۔ اسلام کا نظام شہادت (اردو، انگریزی)

(یقینی صفحہ ۶ پر)

# آل انڈیا مسلم پرنسل لا بورڈ

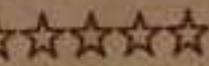
## ایک نظر میں

ترتیب	محمد وقار الدین حسینی ندوی
۱۔ آغاز تحریک:	۲۷ نومبر ۱۹۷۲ء
۲۔ سن قیام:	۲۳ اپریل ۱۹۷۲ء
۳۔ اہم عہدیداران:	خواتین ارکان بورڈ کی تعداد: ۳۰
۴۔ صدر:	مولانا سید محمد راجح حسینی ندوی (لکھنؤ)
۵۔ فائیون صدر:	کمیٹیوں کی تعداد: ۹
۶۔ اہم مطبوعات:	۱۹۷۲ء تا ۱۹۸۱ء تعداد جلاس عالمی: ۸۱
۷۔ جنرل سکوئیٹری:	مولانا سید نظام الدین (پشاور)
۸۔ سکوئیٹری:	مولانا محمد سالم قاسمی (دیوبند)
۹۔ مولانا ذاکر سید کلب صادق (لکھنؤ)	۱۰۔ مولانا ذاکر سید شاہ فخر الدین اشرف (امبیڈکرگر)
۱۱۔ دارالقضاء کمیٹی۔ کنویز: مولانا عین الرحمنی	۱۲۔ دارالقضاء کمیٹی۔ کنویز: مولانا محمد راجح الحسن (راپور)
۱۲۔ جنرل سکوئیٹری و تو جمان:	۱۳۔ مولانا کاسیع الدین حسینی (عمر آباد)
۱۳۔ سکوئیٹری:	۱۴۔ مولانا سید شاہ فخر الدین سیف اللہ رحمانی
۱۴۔ خازن:	۱۵۔ مولانا سید ناظم الدین (پشاور)
۱۵۔ پروفیسر ریاض عمر (دہلی)	۱۶۔ تاریخ رجسٹریشن بورڈ: ۲۰ فروری ۲۰۰۶ء
۱۶۔ ترتیب: آل انڈیا مسلم پرنسل لا بورڈ	S-54919-of 2006

مستعدی دکھائی ہے تو حالات کو بدلا ہے اور یہ اس کی تاریخ میں بار بار ہوا ہے۔ اس کے ہر دور میں اس کی رہبری کے لئے علماء اور اہل فکر ضرورت کی تعداد میں موجود رہے ہیں اور وہ اپنی صلاحیتوں کے مطابق مختلف طریقہ ہائے کاراھیت کرتے رہے ہیں موجودہ دور بھی باصلاحیت لوگوں سے خالی نہیں ہے، مختلف جماعتوں اور اداروں کا اختلاف اگر مقدمہ ہے کے ساتھ بھی اور تعاون کے ساتھ عمل میں آتا ہے تو اس کی ضرورت پوری ہو سکتی ہے، اور یہ صفت جس حد تک بھی اس امت میں ہے اس کے مطابق فائدہ ہو رہا ہے، لیکن اگر ان کے اس تعاون میں گروہی عصیت کا عمل دخل ہو جائے تو یہ ایسا مرض ہابت ہو سکتا ہے جو امت کو خست نقصان پہنچانے والا اور اس کی طاقت کو تلوڑنے والا ہو گا، یہ مرض صرف اس امت کے لئے نہیں کسی بھی امت میں پیدا ہو جائے تو اس امت کو گلے گلے کر دیتا ہے۔

لہذا اس امت کے کارگزار افراد کو خصوصیات اور اصول کا راستے پر درگار کی طرف سے اس کے نبی خاتم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے میں ان پر چلنے کی پوری فکر کرنے کی ضرورت ہے یہاں کے اس ملک میں اقلیت میں ہونے کے ساتھ انہی اصول زندگی کو اپنا کرایا بارہا اور باعزت مقام حاصل کر کے گی، آج الحمد للہ ہمارا آل انڈیا مسلم پرنسل لا بورڈ اس امت کی غرض و غایبی اور اس کی مقدمہ ہے کوچیں نظر رکھتے ہوئے کام انجام دینے کی طرف توجہ دیتا ہے اور اس امت کی گروہ بندی و گروہی عصیت سے اپنے کو علیحدہ رکھتے ہوئے کام انجام دیتا ہے، وہ امت کے سب کارگزار افراد اور اس نے امت کو کلی ہوئی آسمانی شریعت کے تحفظ کو اپنا اصل مقدمہ بنایا ہے اور شریعت کی مشترک و بینادی ضرورتوں اور اس کی خصوصیات کو قائم رکھنے کی فکر کرتا ہے۔ وہ اپنی کارکردگی میں اس بات کی فکر رکھتا ہے کہ کم سے کم امت کے بینادی مقدمہ اور بنیادی تقاضوں کے سلسلہ میں امت کے سارے کارگزار افراد اور جماعتیں اتحاد و اتفاق کا جیوت دیں تاکہ امت کو معمبوطی حاصل ہو جائے اور اس امت اپنے دینی و طی تقاضوں کو اپ کے تعاون اور بھیجنی کے ساتھ پورا کر کے، جس کی زیادہ ضرورت اس وجہ سے بھی ہے کہ امت کی طی اور دینی ضرورتوں کے لئے اس کا اقلیت میں ہونے کی وجہ سے حکومتی سرپرستی حاصل نہیں ہے، وہ اگر اپنے بینادی مقاصد میں بھیجنی اور وعدت کو اختیار نہ کر سکے گی تو اس کو اپنے ملی اور دینی تحفظ کا فائدہ حاصل نہ ہو سکے گا۔ ہمارا آل انڈیا مسلم پرنسل لا بورڈ اسی عجیب سے بچانے کے لئے اپنی ذمہ دار یوں کو مشترک اور بنیادی تقاضوں تک محدود رکھتا ہے کہ جن میں سب کا تعاون حاصل کر سکتا ہے، اور بھیجنی کے ساتھ خطرات کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ لیکن بورڈ اس سلسلہ میں پوری کامیابی اسی وقت حاصل کر سکتا ہے جب اس کو سب کا تعاون حاصل ہو، اور جن وسائل کی ضرورت ہے وہ وسائل بھی مہیا ہوتے رہیں، یہ وسائل کارگزار افراد کی صورت میں اور مالی تقاضوں کی صورت میں مطلوب ہیں۔ کارگزار افراد کے معاملہ میں ایسے افراد کی ضرورت ہے جو ملت کی خاطر اپنی صلاحیت اور وقت امت کی ضرورت میں حسب استطاعت لگائیں۔ اس سلسلہ میں بورڈ کو بھی تک کی کامیابی ہے، جس کے لئے اس کو خیر خواہان ملت کو توجہ دلانے کی ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ اسی طرح مالی وسائل کے سلسلہ میں بھی اسی ملک اور اہل فکر کی ضرورت ہے۔

اس وقت ملک کے جو حالات ہیں، اور ملت اسلامی کو جو سائل درجیں ہیں، ان کو حل کرنے کے لئے اور جو خطرات ہیں، ان سے امت کو بچانے کے لئے ملت کے داش و دوں کو بہت توجہ کرنے کی ضرورت ہے، امت کی ضرورت اور اس کی صورت حال اس بات کی بہت طالب ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ اس طرح کے موقع پر بے تو جی اور کتابتی کا امت کو بچانے کے لئے خیر خواہان ملت کو پوری توجہ کا بیوت دینے کی ضرورت ہے۔



**ادارہ قیمت نوٹ:** آل انڈیا مسلم پرنسل لا بورڈ ملت اسلامی بندی کا صیغہ ترین اجتماعی ادارہ ہے جسے تمام طبقات اور قسم جماعتوں کا اعتماد و تعاون حاصل ہے، بورڈ کا ایکسواں اجلاس عام خارجہ مودودہ الخدماء، لکھنؤ میں ۱۹، ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷ مارچ ۲۰۱۰ء کو منعقد ہوئے جا رہے ہیں، اس موقع پر پرہنڈرہ روزہ "تعویض حیات" کا خصوصی شمارہ آپ کے ہاتھوں میں ہے، جس میں بورڈ کے قائم، پس مختروقیں مختار، دائرہ کاروبار اور اجنبی عمل، کارکردگی اور سرگرمیوں کے ابھر تے نقش پیش کئے گئے ہیں، اور جلدی محض مصدقہ و جعل سکریٹری پیش اور بصیرت افزودجہ تحریک ہدایت قارئین ہیں، اسی کے ساتھ بورڈ کے موجودہ صدر ذی وقار کا ایک تھانیت میں قیمت اثاث و بیوتا زہ ترین حالات بر شمارہ کی نہیں ہے، تاریخ میں سے احمد بے کام "خصوصی شہادہ" کو شوک کی لگاؤ ہوئی سے پہلیں گے اور گلی زندگی میں ان رہنمایا اصول کو نافذ کریں گے۔

# آل انڈیا مسلم پرنسل لا بورڈ کے اجلاس عام

## تاریخ، مقام اور موضوعات۔ ایک نظر میں

دفتر مسلم پرنسل لا بورڈ

موضوعات	مقام	تاریخ	نمبر
یکساں سول کوڈ۔ قانون تینیت ۱۹۷۲ء۔ تحفظ شریعت۔ اور آل انڈیا مسلم پرنسل لا بورڈ کے قیام کا فیصلہ۔	بھیٹی	۲۸ ربیعہ ۱۴۷۲ء	۰
پہلا تاریخی کونسل	چہلٹ	۲۳ ربیعہ ۱۴۷۲ء	
بیدار آباد	بیدار آباد	۲۳ ربیعہ ۱۴۷۲ء	۱
کوڈ آف کریسل پروگری و فعالیت ۱۹۷۲ء۔ Children Bill ۱۹۷۲ء	بنگور	۲۳ ربیعہ ۱۴۷۲ء	۲
پا قاعدہ بورڈ کی تکمیل اور ارکان کا انتخاب۔ بورڈ کا دستور وغیرہ۔	بیدار آباد	۲۳ ربیعہ ۱۴۷۲ء	
کیساں سول کوڈ۔ ایر جنپی۔ قانون تینیت۔ نفقة کے سلسلہ میں خابطہ فوجداری (کوڈ آف کریسل پروگری ۱۹۷۲ء۔ لکھنؤ اور کانپور کے سنی شیعہ فاساد پر اکھار افسوس۔ داؤ دیوبندیہ فرقہ کے معاملات کی جائیج کے لئے ٹارنڈے کیش کے قیام کی مخالفت۔ عالمہ کے کوم ۱۵ ارکی جگہ گیارہ کی منوری۔ اصلاح معاشرہ۔	راجپوت	۱۴ ربیعہ ۱۴۷۲ء	۳
کوامیں قوانین شریعت کے نفاذ کے سلسلہ میں لٹریچر اور خطبات کی جاری۔ مختلف معاشرتی مسائل سے متعلق قوانین شرع اسلامی کی تفہیم کے سلسلہ میں۔ اصلاح معاشرہ۔ مسلمانوں کے داخلی امور میں مداخلت اور یکساں دیوانی قوانین کے اجراء کے سلسلہ میں۔ سیلک ایکٹ۔ خواتین کے معاملہ میں کورٹ کی فیصلہ مخالف کرنے کے بارے میں۔	پونا، ہبہ دا شر	۱۰ اکتوبر ۱۴۷۲ء	۴
شالیمار باغ، بیدار آباد وغیرہ ۱۹۷۲ء ارکی آرپی ہی۔ انکیلکس ایکٹ کی وفہرائش۔ اوقاف سے متعلق اور دفعہ ۱۳۔ اوقاف سے متعلق اور دفعہ ۱۴۔	شالیمار باغ، بیدار آباد	۱۹ ربیعی ۱۴۸۱ء	۵
گواہ غیرہ کے علاقہ میں شریعت اپنی کیش ایکٹ ۱۹۷۲ء ناٹذیگی ہے اس مسئلہ پر غور۔ کالج کے رجسٹریشن سے متعلق۔	شوكالج مدرس	۲۹ ربیعہ ۱۴۸۲ء	۶
سنیزل وقف ایکٹ (ترمیی ۱۹۸۲ء) دستور ہدی کی وفہرائی۔ قانونی جائزہ کے کام کو آگے بڑھانے کے سلسلہ میں۔ اصلاح معاشرہ۔ ٹیلی کورٹ ایکٹ ۱۹۸۲ء۔ دارالفنون۔ گواہ غیرہ کیس پر عکس جعلی لاء کی جگہ مسلم پرنسل لا کے نفاذ پر غور۔	اسلامیہ ہائی اسکول کلکتہ	۱۴ ربیعہ ۱۴۸۵ء	۷
سافر خانہ بھیٹی	سافر خانہ بھیٹی	۱۶ ربیعہ ۱۴۸۶ء	۸
جو یقیناً مسلم پرنسل لا کے نفاذ کے سلسلہ میں حکومت کی پالیسی پر غور و فیصلہ۔ اصلاح معاشرہ۔	کانپور	۲۳ ربیعہ ۱۴۸۹ء	۹

(بیتہ صفحہ ۵)

۱۸۔ ہندوستان اور نظام قضاء (اردو)

مولانا حقیق احمد بستوی

۱۹۔ نظام قضاء کا قیام اہمیت اور ضرورت

(اردو) مولانا حقیق احمد بستوی

۲۰۔ اسلامی پرده کیا اور کیوں؟ (اردو)

ڈاکٹر رضی الاسلام ندوی

۲۱۔ رہنمائے دار القضاۃ (اردو)

مولانا عبد الصدر حماۃ

۲۲۔ تقریبات کا لین دین اور اس کے مقاصد

(اردو) مولانا محمد عبداللہ الاسلامی

۲۳۔ طلاق کیوں اور کیسے (اردو)

ڈاکٹر مفتی فیض اختر ندوی

۲۴۔ خواتین کی عظمت اور ان کے حقوق

(اردو) مفتی محمد خالد حسین قاسمی

۲۵۔ سائل نکاح (اردو)

مولانا سراج الدین قاسمی

۲۶۔ خطبات جحد (اردو)

ترتیب: مسلم پرنسل لا بورڈ

۲۷۔ مسلم پرنسل لا سے متعلق پارلیمنٹ سے

منظور شدہ متفق ایکٹ

(اردو) ترتیب: آل انڈیا مسلم پرنسل لا بورڈ

۲۸۔ مسلم پرنسل لا اور عدالتون کے فیصلے

(اردو) ترتیب: مسلم پرنسل لا بورڈ

۲۹۔ مسلم پرنسل لا بورڈ خدمات اور سرگرمیاں

(اردو) تیار کردہ: مسلم پرنسل لا بورڈ

☆☆☆☆☆

# اغراض و مقاصد آل انڈیا مسلم پرنسل لا بورڈ

مرکزی دفتر بورڈ

ہندوستان میں "مسلم پرنسل لا" کے تحفظ دوسرے سرکاری و نیم سرکاری اداروں کے ذریعہ اور شریعت ایکٹ کے نفاذ کو قائم اور باتی رکھنے کے نافذ کردہ قوانین اور عہدی احکام (Circulars) یا ریاستی اکسلیوں اور پارلیمنٹ میں چیز کے جانے لیے موہرہ ایکٹ اختیار کرنا۔

بے الواسطہ، باواسطہ یا متوسطہ قانون والے مسودات قانون (بل) کا اس نقطہ نظر سے جائزہ سازی جس سے قانون شریعت میں مداخلت ہوتی ہے لیتے رہنا کان کا مسلم پرنسل لا پر کیا اثر پڑتا ہے۔

☆ مسلمانوں کے تمام فتحی مسلکوں اور فرقوں کے مابین خرگسامی، اختلاف اور باتی اشتراک و تعاون کے جذبات کی نشوونما کرنا، اور "مسلم پرنسل لا" کی بنا پر مفتی فیض اختر ندوی کے جذبات کے عدالتی فیصلے جو مسلم پرنسل لا میں مداخلت کا ذریعہ بننے ہوں انہیں تحفظ کے مشترک مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے ان ختم کرنے یا مسلمانوں کو ان سے مستحبی قرار دیئے کے درمیان ربط اور تعاون اور اتفاق کو پروان چڑھانا۔

☆ ہندوستان میں نافذ "محمدن لا" کا شریعت اسلامی کی روشنی میں جائزہ لیتا اور جس بارے میں شرعی احکام و آداب، حقوق و فرائض اور مسائل کے پیش نظر مسلمانوں کے مختلف فتحی مسلک اور احتیارات و حدود سے واقف کرنا اور اس سلسلہ میں اصولوں پر قائم رہتے ہوئے کتاب و منت کی اساس ضروری لٹریچر کی اشاعت کرنا۔

☆ شریعت اسلامی کے عالی قوانین کی پر ماہرین شریعت اور فقہ اسلامی کی رہنمائی میں پیش اشتافت اور مسلمانوں پر ان کے نفاذ کیلئے ہمہ گیر آمدہ مسائل کامناسب حل حللاش کرنا۔

☆ مسلم پرنسل لا کے مذکورہ بالا اغراض و مقاصد کے حصول کے لیے وفادو کو ترتیب دینا، Study Teams تکمیل دینا، سینئار، سپوزیم، خطبات، اجتماعات، دوروں اور کانفرنسوں کا انتظام کرنا، نیز ضروری لٹریچر کی اشاعت اور بوقت ضرورت اخبارات

☆ علماء اور ماہرین قانون پر مشتمل ایک درسائل اور خبرناموں وغیرہ کا اجرا اور اغراض و مقاصد مستقل کیمی کے ذریعہ مرکزی یا ریاستی حکومتوں یا کے حصول کے لیے دیگر ضروری امور انجام دینا۔

زندگی اور موت بھی اسلام پر ہوگی، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے اس بات کا مطالبہ کیا ہے کہ وہ اسلام اور ایمان پر قائم رہنے کی کوشش کریں، اسی پر اپنی زندگی گزاریں اور جب موت آئے تو اسی دین وplet پر آئے۔

”ولَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَتْقُمُ مُسْلِمُونَ۔“

(تم کو موت نہ آئے گر اس حال میں کتم مسلم ہو) اپنی کمی کے اجلاس میں حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا تیار کردہ خطبہ صدارت پیش ہوا، وہ پڑا افسوس و نکار انگریز اور طاقوۃ تھا جس میں ایک طرف تواریخ حکومت کو باور کرایا گیا تھا کہ مسلمان اپنے دین و تہذیب کے محاملہ میں کسی قسم کا کوئی بکھود نہیں کر سکتے، مسلمان اس ملک میں ہی رہیں گے اور اپنے دین کی ایک بات پر عمل کر کے رہیں گے اور پوری صراحت سے یہ بات کہی گئی کہ مسلمان اپنے دین کے ایک نقطہ سے بھی دست پر دار نہیں کتم مسلم ہو۔

”آئی طرقہ پر چلتے کی پدایت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو کی تھی اور اس کی وصیت یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کو کی تھیں اور انہوں نے انتقال فرمایا۔ اس کی اس افادیت کے پیش نظر اس کا پورا من بن پیش کیا جا رہا ہے کہ یہ مسلمانان ہند کے لیے حضرت مولانا کے آخری پیغام کی حیثیت رکھتا ہے، جس کے نتیجے دو مہینے بعد انہوں نے انتقال فرمایا۔ (دیکھئے: کاروان زندگی، ۷/۳۲۳-۳۵۲) حضرت مولانا سید محمد راجح حنفی ندوی مغلہ جو حسب ذیل ہے۔ (تقریب: ۱۳۲۰ء)

”دم بھک مسلمان ہی رہتا۔“ (تقریب: ۱۳۲۰ء)

## مسلمان اپنے دین کے ایک نقطہ سے بھی...

حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حنفی ندوی

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا تیار کردہ خطبہ صدارت پیش ہوا، وہ پڑا افسوس و نکار انگریز اور طاقوۃ تھا جس میں ایک طرف تواریخ حکومت کو باور کرایا گیا تھا کہ مسلمان اپنے دین و تہذیب کے محاملہ میں کسی قسم کا کوئی بکھود نہیں کر سکتے، مسلمان اس ملک میں ہی رہیں گے اور اپنے دین کی ایک بات پر عمل کر کے رہیں گے اور پوری صراحت سے یہ بات کہی گئی کہ مسلمان اپنے دین کے ایک نقطہ سے بھی دست پر دار نہیں کتم مسلم ہو۔

”آئی طرقہ پر چلتے کی پدایت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو کی تھی اور اس کی وصیت یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کو کی تھیں اور انہوں نے انتقال فرمایا۔ اس کی اس افادیت کے پیش نظر اس کا پورا من بن پیش کیا جا رہا ہے کہ یہ مسلمانان ہند کے لیے حضرت مولانا کے آخری پیغام کی حیثیت رکھتا ہے، جس کے نتیجے دو مہینے بعد انہوں نے انتقال فرمایا۔ اس کی اس افادیت کے پیش نظر اس کا پورا من بن پیش کیا جا رہا ہے کہ یہ مسلمانان ہند کے لیے بھی دین پسند کیا ہے، اللہ تھامہ کے لیے بھی دین پسند کیا ہے، اللہ تھامہ کے لیے بھی دین پسند کیا ہے۔ (دیکھئے: کاروان زندگی، ۷/۳۲۳-۳۵۲) حضرت مولانا سید محمد راجح حنفی ندوی مغلہ

ہم مسلمانوں نے پورے عزم کے ساتھ سوچ اور اپنی ان چیزوں کو چھوڑ کر جو ہم کو عزیز ہیں اس پیدائش سے لے کر موت تک اس کے انتظامات کے سمجھ کر اپنے وطن ہندوستان میں رہنے کا فیصلہ کیا ہے، ملک میں رہیں، اس طرح رہنے سے یہ وطن وطن ہمارے اس فیصلہ کو ارادہ الہی کے سوا کوئی طاقت نہیں نہیں بلکہ ایک جمل خانہ اور قفس بن جاتا ہے، جس میں گویا پوری قوم کو زندگی کی عزتوں اور لذتوں سے بدل سکتی، ہمارا یہ فیصلہ کسی کم ہمتی، مجبوری، یا بے ملک کو ہر وقت یاد رہے کہ اس کا تعلق اس دین وlet سے چارگی پرمنی نہیں، ہم نے سوچ کر فیصلہ کیا ہے۔

ہمارا دوسرا فیصلہ یہ ہے، اور یہ خاک ہم کو بہت عزیز ہے، جس کے داعی حضرت ابراہیم اور حضرت نوح علیہم السلام تھا، دارالقتناء کیس، تفہیم شریعت، بارکان کا انتخاب، اصلاح معاشرہ، قیام (دراس) میں پہلے فیصلہ سے کسی طرح کم اور غیر اہم لیکن ہماری تہذیب ابراہیم ہے اور مسلمان جس ملک میں رہے گا اس کی وظیفت خواہ کچھ ہو، اس کی امت ہیں، مسلمان، جس وقت پیدا ہوتا ہے اس کے شعائر، قانون شریعت اور اپنی پوری مذہبی و تہذیبی تہذیب ابراہیم ہوگی، ہم یہاں زندہ اور بیاعزت کان میں اذان دی جاتی ہے، اس کا اسلامی نام رکھا جاتا ہے، ناموں میں ان ناموں کو ترجیح دی گئی ہے جن خصوصیات کے ساتھ رہیں گے، ہم ان کے کسی ایک نقطے سے دست پر دار ہونے کے لیے تیار نہیں۔

اس ملک کے باشندے کی حیثیت سے ہمیں میں شریک ہیں، اس لیے اس کا کوئی سوال نہیں کہ ہم دوسرے درجہ کے شہریوں کی طرح زندگی پر کریں، یہاں آزادی اور عزت کے ساتھ رہنے کا پورا حق مسلمانوں کے لیے دعا کرتے ہیں۔

اپنے ملک میں آزادی کے ساتھ زندگی گزارنا ہر شخص حاصل ہے، یہ اس ملک کی جمہوریت اور دستور و آئین کا بھی فیصلہ ہے، لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہم اپنی خصوصیات، قانون شریعت، احکام حق کو جب بھی چھیننے کی کوشش کی گئی تو اس کے ہمیشہ توفیہ ہنا فوجہ علی الایمان۔ (اللہ تعالیٰ نے تو جس کو زندگی رکھے اس کو اسلام پر زندگہ رکھے اور جس دین، اپنے عقائد و شعائر، اپنی زبان و تہذیب تکمیل کیا تھا۔

تقریب دنیا۔ ۱۴ مارچ ۱۹۹۶ء

دہلی مجموعہ قوانین اسلامی کی اشاعت اور دیگر رسائل متعلق پرسل لا و نظام دار القضاۓ۔ ایکوزیشن اراضی متعلق پا بری مسجد اور پا بری مسجد۔

جامدہ بدانیت بچ پور اصلاح معاشرہ۔ خواتین۔ ذرا کج ابلاغ سے رابط۔ قانونی جائزہ کمی۔ اوقاف۔ ائمہ مساجد کے سرکاری تجوہوں کے سلسلہ میں۔ شرعی عدالت (دار القضاۓ) کا قیام۔ پا بری مسجد کا مسئلہ۔ مہاراشٹر میں مساجد زریل سے ہمدردی۔

فضل احمد آباد، گجرات پا بری مسجد کا مسئلہ اور بورڈ کا موقف۔ ہفت تحفظ شریعت بسلسلہ یو یفارام سول کوڈ۔ اصلاح معاشرہ۔

جہاں سے بھی یو یفارام سول کٹا آزادی نہیں دیجیر اصلاح معاشرہ۔ معیاری نکاح نام۔ دار القضاۓ کے قیام کا فیصلہ۔ دارالعلوم تھا الحمدلہ کی حصہ تھے صدر کا انتخاب۔

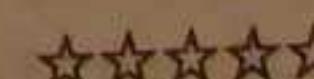
دارالعلوم بیتل پارشاد بیتل اسکی اور میقاتی ارکان کی خالی نشتوں پر ارکان کا انتخاب، دستور ہند پر نظر ثانی، ملک میں بڑھتی فرقہ واریت اور صمیونی طاقتوں کی یلغار، پا بری مسجد، براہمن کمیش، دستور بورڈ میں ترمیم، نکاح نامہ کا مسودہ، اصلاح معاشرہ۔

گجرات میں مسلمانوں کی نسل کشی۔ دینی مدارس کے خلاف ہم۔ پا بری مسجد مقدمہ کے تکمیل پیش کی اب تک میں رفت پر گور۔ نکاح نا بالغان۔ اصلاح معاشرہ۔ دار القضاۓ۔

جامعہ جملی خانقاہ و مسجد اصلاح معاشرہ۔ دینی مدارس۔ دار القضاۓ۔ پا بری مسجد۔ ارکان کا انتخاب۔ براہمن کمیش دارالعلوم تھا الجامع الساجد خالی نشتوں پر ارکان کا انتخاب، ارکان کی تعداد میں اضافہ پر گور، اصلاح معاشرہ، ہفت تحفظ شریعت، بھوپال شریعت بیداری ہم، حسیات کی پیشی اور آئندہ بجٹ کی منتوری، نکاح نامہ کی منتوری، تفہیم شریعت کیمی کی تکمیل، پا بری مسجد، دار القضاۓ، دینی مدارس، براہمن کمیش۔

بیت الحجج چنی نے سالہ میقات کے لئے ارکان و عہد بیاران اور ارکان عاملہ کا انتخاب، اصلاح معاشرہ، قیام (دراس) دار القضاۓ، دار القضاۓ کیس، تفہیم شریعت، پا بری مسجد مقدمہ، پا بری مسجد کمیش، دستور میں ترمیم بابت ۵۰ مارکان کا اضافہ، لازمی نکاح رجڑیش، حسیات اور آئندہ بجٹ کی پیشی، سودیہ نسکار اور دندے ماتریم، لیگل سل۔ براہمن کمیش، مدارس

لکھتے ۵۰۰ رفروری، ۱۴ مارچ ۱۹۹۸ء اسکی ارکان کی خالی نشتوں پر نے ارکان کا انتخاب، لیگل سل، اصلاح معاشرہ، پا بری مسجد مقدمہ، لازمی نکاح رجڑیش، تفہیم شریعت، پا بری مسجد کمیش، دار القضاۓ، پا بری مسجد کی شرعی حیثیت، حسیات اور آئندہ بجٹ کی پیشی، پا بری مسجد کی جگہ کوبلیٹ پروف اسٹر کپرو گیر غیرہ ہنانے کے سلسلہ میں۔ براہمن کمیش۔ مدارس



”اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے ”آپ نبیں جانتے تھے کہ کتاب اللہ کیا چیز داخل ہو جاؤ اور شیطان کے بھیجے نہ چلو وہ تو تمہارا صریح دشمن ہے۔“ (بقرہ/۲۰۸)

میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مسلم اگر مسلم پر عمل لا (شرعی عائلی قانون) میں تبدیلی قبول کر لیں گے تو آدھے مسلمان رہ جائیں گے، اس کے بعد خطرہ ہے کہ آدھے مسلمان بھی نہ رہیں، فلسفہ اخلاق، فلسفہ نفایات اور فلسفہ مذاہب کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ مذہب کو اپنے مخصوص نظام معاشرت و تہذیب سے الگ نہیں کیا جاسکتا، دونوں کا ایسا فطری تعلق اور رابطہ ہے کہ معاشرت مذہب کے بغیر صحیح نہیں رہ سکتی، اور مذہب و معاشرت کے بغیر موثر و محفوظ نہیں رہ سکتا، اس کا نتیجہ ہو گا کہ آپ مسجد میں مسلمان ہیں (اور مسجد میں سکتی دین مسلمان رہتا ہے، اپنے سارے شوق عبادات کے باوجود) اور گھر میں مسلمان نہیں، اپنے معاملات میں مسلمان نہیں، اپنے عائلی و خاندانی روابط و تعلقات میں مسلمان نہیں، حقوق کی ادائیگی اور ترکی کی تقیم میں مسلمان نہیں، اس لیے ہم اس کی بالکل اجازت نہیں دے سکتے کہ ہمارے اوپر کوئی دوسرا نظام معاشرت نظام تمدن، اور عائلی قانون مسلط کیا جائے، ہم اس کو دعوت ارتدا دیجتے ہیں اور ہم اس کا اس طرح مقابلہ کریں گے جیسے دعوت ارتداد کا مقابلہ کرنا چاہئے اور یہ ہماری شہری، جمہوری اور دینی حق ہے، اور ہندوستان کا دستور اور جمہوری ملک کا آئینہ اور مفاد نہ صرف اس کی اجازت دیتا ہے بلکہ اس کی ہمت افزائی کرتا ہے کہ جمہوریت کی بقاء اپنے حقوق کے تحفظ اور اطمینان کی آزادی اور ہر فرقہ اور اقلیت کے سکون و اطمینان میں مضرر ہے۔

(بقرہ صفحہ ۱۸۱ پر)

”آپ نبیں جانتے تھے کہ کتاب اللہ کیا چیز ہے نہ یہ خبر تھی کہ ایمان کیا چیز ہے لیکن ہم نے اس (قرآن) کو ایک نور بنایا جس کے ذریعہ ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں ہدایت کرتے ہیں اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آپ ایک سید ہے راست کی طرف ہدایت کر رہے ہیں۔“ (شوریٰ/۵۲)

وہی وہی نبیوں کا فرق اساسی فرق ہے، ہمیں غیر مسلم بھائیوں اور غیر مسلم فضلاء سے زیادہ ملکوہ نہیں کہ وہ وہی وہی نبیوں کے عہد سے ابتنے دور ہو چکے ہیں کہ ان کے مفہوم سے بہت سے حضرات نا آشنا ہیں، بخشش محمدی سے پہلے خود عربوں کا بھی حال تھا، اس میں نہ کسی کی ذہانت کا انکار ہے اور نہ کسی کی نیت پر حملہ ہے، ایک تاریخی یا نفایاتی تجزیہ ہے کہ جو شخص نبیوں اور وہی کی حقیقت سے واقف نہیں اور یہ نہیں جانتا کہ اس کا کیا مرتبہ اور حق ہے اور اس کے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں، وہ کس چیز کی متعلقی ہے، وہ مسلمانوں کے بارے میں مشورہ دینے یا فیصلہ کرنے کے اخلاقی یا قانونی طور پر مجاز نہیں۔

دوسری ضروری بات یہ ہے کہ دین اسلام کے دائرہ کو سمجھ لیا جائے، اس بارے میں مذاہب میں خود اختلاف ہے اور اس میں درجوں کا فرق ہے، کئی مذاہب ایسے ہیں کہ وہی وہی نبیوں سے ان کا آغاز ہونے کے باوجود انہوں نے مذہبی زندگی کو ایک خاص دائرہ میں محدود کر لیا ہے، مثلاً عبادات کے دائرہ میں، لیکن اسلام کا معاملہ یہ نہیں ہے، اسلام میں دین کا دائرہ پوری زندگی پر محیط ہے، اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو عبود و معبد کے تعلق کو سمجھے بغیر سمجھے میں نہیں آسکتی، ہر مسلمان خدا کا فرمانبردار بنتا ہے اور اس کا تعلق خدا سے دائی ہے، عمومی ہے، عیش بھی ہے اور وسیع بھی ہے، محدود بھی ہے اور جامع بھی، قرآن شریف میں ہے:

”وَمَا يَنْهِي عَنِ الْهُوَى، إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ بُوْحٍ“. (نجم/۳-۴) (اور وہ خواہ لفظ سے منہ سے بات نہیں نکالتے یہ قرآن تو حکم خدا ہے اور ان کی طرف بھیجا جاتا ہے کہ اور خدا فرماتا ہے کہ:

والوں کو یہ نظر آیا کہ افق پر خطرہ کی عالمیں نہ  
ہو گئی ہیں اور یہ بادل جوابی کسی کسی وقت گرجتا  
کسی وقت ضرور بر سے گا تو انہوں نے "مسلم پر  
لا بورڈ" کے نام سے دسمبر ۱۹۷۲ء میں ممبئی میں ایمان و عقیدہ کا جزء ہے کہ ان کا عائیٰ قانون  
(Family Law) اسی خدا کا بنایا ہوا ہے جس  
نے قرآن اتنا را، اور عقائد و عبادات کا قانون  
عطای کیا، سارا قرآن مجید ان تصریحات سے بھرا  
ہوا ہے، مسلمان اس عقیدہ پر ایمان لانے کے لیے  
مجدور ہیں اور اس کے بغیر وہ مسلمان نہیں رہ سکتے، اس  
کا مطلب یہ ہے کہ یہ قانون خدائے علیم و خبیر کا  
بنایا ہوا ہے، جو انسان کا بھی خالق ہے، اور اس  
کائنات کا بھی، وہ فطری ضرورتوں اور کمزوریوں  
دوں سے واقف ہے، وہ فرماتا ہے:

"الَا يَعْلَمُ مِنْ حَلَقَ وَهُوَ الْطَّيِّفُ الْخَيْرُ".  
(ملک/۱۴) کیا وہ ہی آگاہ نہ ہو گا جس نے پیدا  
کیا ہے، وہ تو بڑا ہی باریک ہیں اور پورا باخبر ہے۔

ای طرح وہ زمانہ کا خالق ہے، ہمارے لحاظ  
کا اتنا اثر ضرور ہوا کہ حکومت اور مسلم پر  
میں اصلاح و ترمیم کی آواز بلند کرنے والے حضر  
کو ہوا کارخ معلوم ہو گیا اور اتنا ثابت ہو گیا کہ مسلم  
اس مسئلہ پر صد فیصد متفق ہیں، اس لیے داشمن  
حقیقت پسندی اور انتخابی سیاست کا بھی تقاضا ہے  
اس مسئلہ کو انجانے میں احتیاط کی جائے۔

یہ دین جو ہم تک پہنچا ہے اور جس دولت  
ہم آپ امیں اور (محافظ کا لفظ تو بہت بڑا ہے)  
دولت کے حامل ہیں وہ دین ہمیں دانشوروں،  
خدمت گاروں، اصلاحی کام کرنے والوں (ریفارمر  
یا بانیان سلطنت کے ذریعہ نہیں پہنچا ہے، یہ سارے  
گروہ قابل احترام ہیں لیکن کسی دین میں اور  
تہذیب، نظام فکر و دست ان خیال اور خالص مطا  
غور و فکر اور تحریب کے نتائج میں ایک حد فاصلہ  
سرحدی لکیر ہوتی ہے جو ایک کو دوسرے سے  
کرتی ہے، اس خط کو کسی طرح نظر انداز نہیں  
جا سکتا، حد فاصلہ یہ ہے کہ آسمانی مذاہب (اویا  
ان بزرگ زیدہ افراد کے ذریعہ پہنچے ہیں جن کو اللہ  
کوہوت دے تو اس کو ایمان کے ساتھ دنیا سے اٹھا۔

جہاں تک کہ قبر میں اتارتے ہوئے اور آخری  
مکان پر پہنچاتے ہوئے بھی یہی لفظ ایمان پر ہوتے ہیں:  
"بِسْمِ اللَّهِ وَعَلَى مَلَةِ رَسُولِ اللَّهِ". (اللہ کے  
نام پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر)۔

اس کا مقصد اور پیغام یہ ہے کہ ہمیں ائمۃ  
بیت، سوتے جائے اور زندگی کی ہر منزل پر اس  
کو یاد رکھنا ہے کہ ہم ملت ابراہیمی اور امت محمدی کے  
فردا اور ایک مخصوص شریعت اور آئین و مسلک زندگی  
کے پیروں اور خدا کے موحد اور وفادار بندے ہیں،  
ہماری زندگی بھی اسی آئین و مسلک کی وفاداری  
میں گزرے اور ہمیں موت بھی اسی حال میں آئے،  
ہماری موجودہ سلیں بھی اسی راست پر گامزن رہیں،  
اور ہماری آئندہ سلیں بھی اسی صراط مستقیم پر چلیں۔

ملت ابراہیمی اور دین محمدی کی اس دعوت  
کو آج صراحت اور تحسین کے ساتھ پیش کرنے کی  
 ضرورت ہے، یہ اس تہذیب کی دعوت ہے جس کی  
 ہاتھ سے ابراہیم علیہ السلام نے ڈالی ہے، اور بھیکی  
 و تجدید حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے، اجتماع  
 و اخلاق میں اس کے معین اصول ہیں، یہ فرد کی  
 حریت اور فلاح کی ضامن ہے، چند میں عقائد،  
 محیں اصولوں اور محیں کرداروں نے اس کو وجود بخشنا  
 ہے، یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت محمد صلی  
 اللہ علیہ وسلم کی مشترک دعوت اور میراث ہے اور اس  
 کے سوا کوئی تیسری چیز خدا کو قبول نہیں۔

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر  
 خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی  
 ان کی جمیعت کا ہے ملک ولب پرانحصار  
 قوت مذهب سے مخلک ہے جمیعت تری  
 داکن دیس ہاتھ سے چھوٹا تو جمیعت کھاں  
 اور جمیعت ہوئی رخصت تو ملت بھی گئی  
 جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے، ان کے

ہندوستان میں جب یہ مسئلہ اٹھا اور دیکھنے  
 قبیر حیات۔ ۱۳ ستمبر ۱۹۷۸ء



لیکن اسلام نے سماج کے اس وحشی دستور کے  
سو سو بیویاں رکھنے کے قانون کو محدود کر کے  
چار کی گنجائش دی اور وہ بھی کڑی شرائط کے ساتھ  
ای بے قید غلات سے سماج کو پاک رکھنے کے  
و مصلحین کی ٹولیاں قانون کے پھرے

## مسلم پرنسپل لا اور مسلمان

مولانا قاری محمد طیب صاحب

ہمیں باہم ملانے والی چیز صرف اللہ کا نام اور دستور سے نبی ہوئی ہیں، جو قلعہ بند شہر پناہ کی مانند اس کا مستند کلام ہے اور ہمارے دین کی واحد اساس ہیں۔ زمانہ کی کسی ضرب سے نہ وہ ٹوٹ سکتی ہیں اور کلمہ طیبہ لا اللہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہی ہمیشہ کی طرح نہ ہل سکتی ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ کچھ لوگ ان سرحدوں آج بھی ہمارے اس ملی اتحاد کا سر چشمہ ہے۔ ہم اللہ سے باہر نکل جائیں مگر یہ ان کی تعداد ہوگی، حدود اپنی کے نام سے زندگی حاصل کرتے ہیں اور اسی کے کلام ہی جگہ اٹھ رہیں گی۔

کو اپنی زندگی کا قانون سمجھتے ہیں اور اللہ کے کچے رسول خاتم النبین حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات قدسی صفات کو مکالات خداوندی کا نمونہ اور اپنی دنیا و آخرت کا کامل و مکمل رہنمہ اور مرتبی یقین کرتے ہوئے انہی کے اسوہ حسنہ کی پیرروی کو اپنی زندگی کا آخری مقصد سمجھتے ہیں۔

اسلام کا قالب جن قانونی و ستاویزوں اور فطری اصولوں سے مشیت خداوندی نے تیار کیا ہے ان میں تمام ہنگامی اور دوامی اصلاحات اور ان کے اصول و قوانین جمع کر کے ان میں سے ان تمام سماجی برائیوں کو نکال دیا ہے جن کا نام جاہلیت تھا۔ اس میں کسی تغیر اور تبدیلی کے معنی اس جاہلیت کو دوبارہ لے آنے کے سوا دوسرے نہیں ہو سکتے، جس سے مالک مطلق نے انسانیت کو پاک کر کے درجہ کمال پر پہنچایا تھا۔

اسی سے آئندہ بنے گی اور اسی خاتمه سے سے ہماری ایسا کا اندماز میں ہوں۔

آخرت لی فلاج و بہو دو ابستہ ہے۔  
دہ سماج کا کتنا دیوٹ ہے، جو لاکھوں ماڈل،  
برائیوں کے بازار کھلے ہوئے ہیں، جن میں ہر

آپ بھے سے زیادہ جانتے ہیں کہ اسلام عام مذاہب کی طرح کوئی خاندانی، وطنی یا قومی قسم کی روایات کا نہ ہب نہیں ہے بلکہ روایت کے لحاظ سے اس کی ہمہ کیر فطرت کی خود اپنی ہی ایک مستقل اور انتہائی شان ہے۔

مذاہب کی دنیاد یکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ اور مذاہب کی مثال ایک ایسی مملکت کی ہے جس کی روادار ہے، سماج نے گناہوں کے بازار لگا رکھے لیڈر اس اصلاحی مہم کو لے کر انھیں تو میں اعلان کرتا ہے کہ اور نہ کوئی پابندی عائد کرتا ہے اور نہ کوئی دار و گیر کا درود تاک حالات سے دوچار ہیں، وہاں کوئی مصلح، کوئی سرحدیں نہیں، اگر ہیں تو وقت کی دھارے سے اولتی ہیں۔ آج بھی اس ملک میں ایسے فرقے ہیں جو اسی ہوں کہ ہم سب اسی وقت ان مصلحین کے بدلتی رہتی ہیں۔ لیکن اسلام ایک ایسی مملکت ہے کہ اسی بیویاں رکھتے ہیں اور سماج ان کے بارے میں پروگراموں کا آخریک ساتھ دینے کے لئے تیار ہیں۔ جس کی سرحدیں اٹل ہیں اور وہ سرحدیں خداوندی چوں تک نہیں کرتا۔

**جواب:-** مدارس کے لئے باقاعدہ بورڈ بنا حکومت جب مصارف کا نظم کرے گی، تو اس کو کسی نہ اس کے لئے بھی نظر کی جاتی ہے۔

سوال (۱۱): گزشہ عرصہ میں مختلف کرداروں والے ماحت رئے ہیں جو ایم دس نہ بھی ہو تو حکومت بد لئے پر ایسا ہونے پر کیا بات عدالتوں سے شریعت کے خلاف نیلے ہوئے ہیں، کے ذریغہ ہے، وہ ایکم ہمارے دینی مدارس کے لئے سازگار نہیں ہے، کیونکہ ہمارے ان مدارس دینیہ روک سکتی ہے، مثال کے طور پر مدارس کے صوبائی راستے میں، ہورڈنے کا کیا ہے؟

**جواب:** اس کے لئے قانونی کمیٹی کے کابینیادی مفہوم علوم دینیہ میں ماہر علماء تیار کرتا ہے، صوبائی بورڈوں کی طرف سے مدارس کی انتظامیہ کر تاکہ وہ مسلمانوں کے دینی امور کی ذمہ داری سنگھار ارکان نے متعدد ماہرین قانون اور علماء فقہ سے آزادی بھی دی ہوئی ہے، لیکن حکومت کی مرضی اور مشورہ اور قانونی حل پر غور عمل کیا اور کمیٹی ان کو دیکھ سکیں اور ملت اسلامیہ کی دینی رہنمائی اور دینی شام خدمت ادا کو وقتاً فوقتاً مجبور بھی کرتی رہتی ہے۔

رسی ہے، البتہ اس سلسلے کے اور دیگر متعارض کاموں کی سرپری ہا مرس اجام دے۔ اس پڑپت سوال (۱۲) : آنے والے دنوں میں بور انعام و عی کے سلسلہ میں اخبارات یا عوام کو ہربات ملک میں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں، لیکن بڑی کی کیا ترجیحات رہیں گی؟ تعداد میں ہیں، اور ان کی سہ اہم ملی ضرورت ہے کہ

ہنا ضروری نہیں سمجھا کیا ہے، لیونلہ قابوی معاملات میں زیادہ تر خاموشی سے کام کرنا زیادہ کارگر اور مفید ہے۔ اسی میں اور انہیں اپنے دین کے اصلاح اور شریعت اسلامی کے تحفظ کے انہی موجود ہوتا ہے، اور گواام میں ان کی تشکیر کرنا بعض وقت کام میں دشواری پیدا کر دیتا ہے، اس لئے بورڈ کی تمام مدارس میں تعلیم حاصل کرنے والے طلباء عصری کاموں کو پھیلانے اور حکمت و محنت سے انجام دیے جائیں، البتہ جن مدارس میں تعلیم حاصل کرنے والے مسلمان طلباء کی طرف توجہ دینا اور دلانا ہے، خاص طور پر اصلاح کارگزاریاں برسراں نہیں لائی جاتیں، البتہ جن مدارس میں تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کے مقابلہ میں زیادہ سے زیادہ چار پانچ فیصدی ہیں، معاشرہ کا کام، کیونکہ اگر ہم خود اپنے معاشرہ میں ضرورت پڑتی ہے، اس کے لئے بورڈ کے صدر اور ملت کی دینی ضرورت کے سامنے طلباء کی یہ تعداد کافی سے بھی کم ہے، اور اس کو مزید کم نہیں کیا جاسکتا، مطالبہ کس حد تک کر سکیں گے کہ وہ ہماری شریعت دفتر سے "خبرنامہ" کے نام سے ایک سماں پر چھٹائی رہے۔ رہا ان کا معاشری مسئلہ تو ان مدارس میں نصاب اور کے نفاذ میں لفظ نہ پیدا ہونے دیں۔

**سوال (۱۵) :-** بورڈ کے سلسلہ میں نظام ایسا رکھا جاتا ہے کہ اس کے فارقین کی معاشی

بوروڈ عدالت کی کارروائی سے کس حد تک ممتنع ہے ضرورت بقدرت ضرورت بآسانی پوری ہوئی ہے، اور کے نام آپ کا کیا پیغام ہے؟ اور لبراء ہن کیشن کی رپورٹ آجائے کے بعد آئندہ ان کو بے کاری سے سابقہ نہیں پڑتا، جس سے عصری جواب:- بوروڈ کے ذریعہ ہمارا یہی پیغام کے لئے کس حد تک پر امید ہے؟ درستگاہوں کے لئے شارفار قیمتیں کو زیاد سے زیاد کرنے کا مسئلہ انا نا ایک ممکن القیمت نہیں اور

**جواب:-** بابری مسجد کے سلسلہ میں جو ہمارے پڑے تمام دینی مدارس اس اسکیم سے الگ باوجود اس دانشندی سے کام لیں جوایک غیرت مقدمہ جمل رہا ہے وہ تقریباً آخری مرحلہ میں داخل رہنا مناسب سمجھتے ہیں، تاکہ وہ ان مدارس کے مقصد اور دانشور قوم کی ہوتی ہے اور اس ضرورت کو چکا ہے، اور امید ہے کہ فیصلہ مسجد کے حق میں کار کے مطابق اپنے معاملات آزادانہ طریقہ سے احساس کو صرف احساس تک محدود نہ رکھیں، بلکہ بورڈ کی بابری مسجد کیسی پوری توجہ کے ساتھ اس انجام دے سکیں، ملک کا دستور ان کو اس کا حق دیتا حاصل شدہ دستوری اور جمہوری صلاحیتوں کے معاملے میں سرگرم ہے۔

**سوال (۱۳) :-** مجوزہ سرکاری مدرسہ بورڈ کے وعده کے ساتھ ہو کہ مدرسہ کے معاملات میں مقام کے تحفظ کے لئے کوشش کریں۔  
مدرسہ کے ذمہ داروں کو آزادی رہے گی، لیکن کے سلسلہ میں بورڈ کا کیا موقف ہے؟  
☆☆☆☆☆

کروہ لوگ جو ہر محالے میں پاکستان کے نام سے بذکتے ہیں، اس محالے میں پاکستان کی وہائی دے کر ہندوستانی مسلمانوں کو پاکستانی مسلمانوں کی چیزوں کا مشورہ دیتے ہیں۔ جنی بات تو یہ ہے کہ کسی سلم ائمہ کی غلط کارروائی "اسلامی قانون" نہیں کہا سکتی اور نہ اس بنیاد پر اسلامی قوانین میں تبدیلی لائی جا سکتی ہے، جو حجۃ قرآن و سنت کی روشنی میں صحیح ہے اسے ہی مسلم پرستل لا کیا ہے؟

## مسلم پرستل لا اور ہندوستان

مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانی

**آزاد ہندوستان میں مسلم پرستل لا**

جب ہندوستان آزاد ہوا تو اس ملک کو ایک رہنمائی سے مطمئن کر کے دعوت قبول دیتا ہے اس زندگی کو مختلف حصوں میں تقسیم کیا جائے۔ جب کسی ایک تو اس کی شخصی اور خاندانی زندگی ہے، جس کا ذاتی رسمجاتات، افکار و عقائد اور تہذیب و تمدن کے تختنے مسلم پرستل لا، تافتہ ہے، صرف چند ممالک ایسے ہیں جہاں تبدیلی ہوئی ہے، ماضی بعد میں ترکی اور پاکستان اس کی اہم مثال ہیں۔ اگر ہندوستان کی حکومت پاکستان کو سامنے رکھ کر یا ترکی کو مثال بناتے ہوئے "مسلم پرستل لا" کو بدلتے کی کوشش کرتی ہے تو اس کا صاف مطلب یہ ہوگا کہ ہندوستان میں بھی ان دونوں ملکوں کی طرح آمرانہ اور فوجی نظام اپنایا جا رہا ہے، ایک چیز اور بھی لائق توجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ ہندوستانی مسلمان نہیں اقلیت ہیں، اس لیے نہیں امور میں اگر مسلم ممالک کی کوئی مثال سامنے رکھی جاسکتی ہے تو اس کے لیے سب سے بہتر ان ممالک کی اقلیتی صورت حال ہو سکتی ہے، میرے علم کے مطابق "معتمنی بل" کی خلی میں اخیاگیا تھا۔ جو اسلام کے مختلف صریح قوانین و ضوابط سے مکراتا اور مسلم پرستل لا کو ہاتھ لگایا ہے، ایسے بھی مسلم ممالک ہیں جن کے ایک اہم حصہ کو پورے طور پر محروم کرتا ہے اور سول لا کو ہاتھ لگائیں ہیں اور کتابوں میں ایسے شدید ترین اخلاقیات حکومت ہے اور دونوں میں ایسے شدید ترین اخلاقیات موجود ہیں جن کی نہیں کسی نہ درجہ میں نہیں کہا جائیں جبکہ کارفرما ہے، لیکن اس ملک میں پڑوی ملک کے ہم عمرت دُھدھ جائے گی۔

**مسلم پرستل لا اور مسلم ممالک**

اعلیٰ ملک میں ایسے عطیہ ہے، جو قوانین اسلامی کا ہی ایک حصہ ہے جن کی تفصیلات فتحاء اسلام کے ہاتھوں بطور دلیل چند مسلم ممالک کو پیش کیا جاتا ہے۔ خاص مرتب ہوئی تھیں اور جن کی بنیاد قرآن و حدیث ہے۔

نام ہوئے، اور پھر انہوں نے نفاق کے راستے وضاحت طور ساقیہ میں آچکی ہے۔

چوں کہ اسلام اپنے احکام کی تقلیل و عقل متعقولیت و منقولیت، مادیت و روحانیت، انفرادیت و اجتماعیت، عبادت و معاشرت رابطہ انسانی اور علاقہ ریاضی کا وہ حسین امتران ہے جو عقل انسانی کو محبت کرے تو دین کے کلیات و جزئیات، احکام اسلام ہی کے نام پر شور چیا اور مسلمانوں میں تفرقی و آداب، اخلاق و عقائد، معاملات و معاشرات اور اجتماعی و قوانین سے لے کر عالمی قوانین تک کی فطری حدود کو بھی نہیں بدل سکتا، وہ صرف فائدہ اٹھانے کے لئے امارے گئے ہیں، بدلتے کے لئے نہیں لائے جسے بھی سی لا حاصل کی جائے گی تو خدائی حدود تو اپنی حق بجہ تاکم رہیں گی، لیکن بدلتے کے حریبوں کو تاکام بنایا ہے اسی طرح آج بھی وہ اسی قسم کے مناقابلہ جملوں کی زدے اسلام کو محفوظ رکھ کر گناہوں کا ذہنی ہو جائے گا۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح خدا کی اس کائنات کا نظام خلق نہایت ہی مرتب اور فطرت کے اصول میں بندھا ہوا ہے، جس کا کوئی ان شاء اللہ یہ سب حریبے ضرور تاکام ہوں گے۔

ایک جسمی عرش سے فرش تک اور شریا سے شرمی تک بھتے کئے چیز نظر کر لیتا کافی ہے کہ نہ ہبے جوڑنیں، اسی طرح اسی خدائے برتر و قوانین کا نظام اور دین کے بارے میں ارباب سیاست کا وضع کر دہ بھتی ایک جرم اپنی حقیقی اصولوں سے بندھا ہے اور ایک حقیقی تصور یہ ہے کہ نہ ہب انسان کا ایک حقیقی ایک ایک جرم اپنی فطری اصولوں نے محض پرائیت معاملہ ہے یہ تصور درحقیقت انہوں نے محض نظرت الہی ہے جو ان دونوں نظاموں کو تھامے ہوئے اپنے سیاسی مقاصد کو نہ ہب کی دستبرداری سے محفوظ نہ کر لے وہ وضع کیا ہے ممکن ہے کہ کوئی نہ ہب ایسا ہے، جو فطرت اس کے کام میں کار فرمائے، وہی اس کی پرائیت ہو لیکن جہاں اسلام کا تعلق ہے تو اس کے قانون کو بھی سیاسی اصلاحیں اور خلوص کے ساتھ اس استعمال کی انداز اگر کسی اصل روپ میں بھی سامنے میں نہ ہب کا تصور اس تصور سے مکسر مختلف ہے وہ آئے تو انہیں بھی منہ کی کھانی پڑی ہے، لیکن جب اپنے دائرہ و تربیت سے کسی گوشہ حیات کو باہر حلیم میں لا ائیں اور اسی کے ساتھ ایک ایسی راہ عمل ہموار کر دیے کی ہے جس پر پرستل لا خود اپنی ہی معنوی قوت دبرہان سے سامنے آئے گر اسلامی جمتوں کے دستور حیات ہونے کی بڑی دلیل ہے جس کا نزہہ سے تغیری انداز میں چلے اور آگے بڑھے جس کا عملہ چلتے رہنا ہی اس قسم کے فتنے اور وسوسہ اندازیوں کا سامنے گا جز ہوئے۔ اس سے کام نہ چلا تو قرآن نے ونزلنا علیک الكتاب تینا لکل اسلام کے خلاف جنگیں لڑیں۔ سازشیں کیں، بالآخر شی وحدی و رحمة و بشری للمسلمین کے سدباب اور عملی جواب ہے۔

نام ہوئے اور فطرت تجدیل نہیں ہے۔ اگر کوئی زمین، آسمان، سورج اور کواکب سے جملہ اوری کامیاب ہموار کیا۔ اور مسلمانوں میں ایسے گروہ کھڑے کر دئے جنہوں نے اسلام ہی کے دنیوں کو بھی نہیں بدل سکتا، صرف فائدہ اٹھانے کے رہیں کا وہ حسین امتران ہے جو عقل انسانی کو محبت اسلام کے نام پر شور چیا اور مسلمانوں میں تفرقی و آداب، اخلاق و عقائد، معاملات و معاشرات اور اجتماعی و قوانین سے لے کر عالمی قوانین تک کی فطری حدود کو بھی نہیں بدل سکتا، وہ صرف فائدہ اٹھانے کے لئے امارے گئے ہیں، بدلتے کے لئے نہیں لائے جسے بھی سی لا حاصل کی جائے گی تو خدائی حدود تو اپنی حق بجہ تاکم رہیں گی، لیکن بدلتے کے حریبوں کو تاکام بنایا ہے اسی طرح آج بھی وہ اسی قسم کے مناقابلہ جملوں کی زدے اسلام کو محفوظ رکھ کر گناہوں کا ذہنی ہو جائے گا۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ جس ان حریبوں کو تاکام بنانے کی قدرت رکھتے ہیں، اور طرح خدا کی اس کائنات کا نظام خلق نہایت ہی مرتب اور فطرت کے اصول میں بندھا ہوا ہے، جس کا کوئی

ایک جرمی عرش سے فرش تک اور شریا سے شرمی تک بھتے کئے چیز نظر کر لیتا کافی ہے کہ نہ ہبے جوڑنیں، اسی طرح اسی خدائے برتر و قوانین کا نظام اور دین کے بارے میں ارباب سیاست کا وضع کر دہ بھتی ایک جرم اپنی حقیقی اصولوں سے بندھا ہے اور ایک حقیقی تصور یہ ہے کہ نہ ہب انسان کا ایک حقیقی ایک ایک جرم اپنی فطری اصولوں نے محض پرائیت معاملہ ہے یہ تصور درحقیقت انہوں نے محض نظرت الہی ہے جو ان دونوں نظاموں کو تھامے ہوئے اپنے سیاسی مقاصد کو نہ ہب کی دستبرداری سے محفوظ نہ کر لے وہ وضع کیا ہے ممکن ہے کہ کوئی نہ ہب ایسا ہے، جو فطرت اس کے کام میں کار فرمائے، وہی اس کی پرائیت ہو لیکن جہاں اسلام اس کا تعلق ہے تو اس کے قانون کو بھی سیاسی اصلاحیں اور خلوص کے ساتھ اس استعمال کی انداز اگر کسی اصل روپ میں بھی سامنے میں نہ ہب کا تصور اس تصور سے مکسر مختلف ہے وہ آئے تو انہیں بھی منہ کی کھانی پڑی ہے، لیکن جب اپنے دائرہ و تربیت سے کسی گوشہ حیات کو باہر حلیم میں لا ائیں اور اسی کے ساتھ ایک ایسی راہ عمل ہموار کر دیے کی ہے جس پر پرستل لا خود اپنی ہی معنوی قوت دبرہان سے سامنے آئے گر اسلامی جمتوں کے دستور حیات ہونے کی بڑی دلیل ہے جس کا نزہہ سے تغیری انداز میں چلے اور آگے بڑھے جس کا عملہ چلتے رہنا ہی اس قسم کے فتنے اور وسوسہ اندازیوں کا سامنے گا جز ہوئے۔ اس سے کام نہ چلا تو قرآن نے ونزلنا علیک الكتاب تینا لکل اسلام کے خلاف جنگیں لڑیں۔ سازشیں کیں، بالآخر شی وحدی و رحمة و بشری للمسلمین کے سدباب اور عملی جواب ہے۔

پاکیزہ کلمات سے لگا یا ہے اور جس کی اصولی

# مسلم پرستن لا بورڈ - پس منظر

قاضی مجاہد الاسلام ق

اللہ ہی وہ ذات ہے جو ساری کائنات کا خالق  
ہے، انسان مرد ہو یا عورت، باپ بیٹے ہوں، یا بھائی  
بھئیش، گورے ہوں یا کالے، کوئی سائبھی خاندان ہو یا  
قبیلہ، بلکہ انسان ہو یا جانور، بہائم و مولیٰ ہوں یا  
کیڑے کھوڑے سب کا پیدا کرنے والا وہی ہے، وہ

جاتا ہے کہ کس شئی کو اس نے کس لئے پیدا کیا ہے اور  
کس شئی کے اندر کس بوجھ کو اٹھانے کی صلاحیت  
ہے، غرض یہ کہ ہر شئی کی بناوٹ، اس کی تخلیق کے  
مقصد اور اندر وہی صلاحیت کو پوری طرح جانے  
 والا وہی خالق ہے، وہ کسی چیز کا محتاج و ضرورت مند  
نہیں، اس لئے مخلوقات سے خالق کا کہیں نکلا و نہیں  
ہو سکتا، اسی لئے وہ پوری انسانیت کے ساتھ عدل  
انصاف کا برپا کر سکتا ہے، تو چونکہ اللہ تعالیٰ علیم ہیں  
خبیر ہیں، سمجھ ہیں، بصیر ہیں، اور علم و عدل ان کی ذاتی  
صفت ہے جو کبھی ان سے جدا نہیں ہو سکتی، اس لئے  
قانون بنانے کا اختیار بھی انہیں کوئے اور انہیں کا بنا  
ہو ا نظام بہتر اور خیر ہے۔

چنانچہ ارشاد خداوندی ہے "إِنَّ الَّذِينَ عَنْتَدُ اللَّهَ  
الْأَسْلَامَ". (آل عمران: ۱۹) "میک دین جو  
اللہ کے یہاں سو بھی اسلام ہے"۔  
یعنی اللہ تعالیٰ کے تزویک انسانوں کے لئے جو  
قانون مقید اور جو ظاہر زندگی معتبر ہے،  
صرف "اسلام" ہے۔

مسلم پر سُن ل کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید اور اپنے رسول محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جو قانون ہمیں عطا فرمایا ہے، اس کے مختلف شعبے ہیں، ان میں سے ایک شعبہ اس قانون کا ہے جو انسانی سماج اور معاشرہ سے متعلق ہے، جس پر خائدانی نظام کی بنیاد و اساس ہے، جو سماجی تعلقات کے اصول بتاتے

**منظمهانون** لِلَّهِ . (الانعام: ٥٧) "حُكْمُ صِرْفِ التَّدْكَا" كیوں کہ جو

کوئی بھی سوسائٹی اور کوئی بھی سماج قانون کے بغیر منتظم نہیں رہ سکتا۔ قانون لوگوں کے حقوق و فرائض تعین کرتا ہے۔ مردک پر ہر شخص کو چلنے کی اجازت ہے، لیکن اگر ٹریفک کا کوئی قانون متعین نہ ہو، ہر شخص کو ہرست سے چلنے کی اجازت ہو اور گل کا نظام نہ ہو تو یقیناً روزانہ سینکڑوں حادثات ہوں گے اور نہ جانے کتنی جانیں اس بدنظری کی نذر ہو جائیں گی، اسی کے سد باب کے لئے قانون ایک محافظہ کا روایل ادا کرتا ہے اور زندگی کی عظیم اور لوگوں کے حقوق کی حفاظت کرتا ہے۔

لے؟ اور عدل اس لئے ضروری ہے کہ قانون کا مقصد ہانون کوں بنائے گا؟ سوال یہ ہے کہ انسان کے لئے قانون بنانا کس کا ظلم کرو کنا اور تقاضائے انصاف کو پورا کرنا ہے، کہ جو ہوا نظام بہتر اور خر ہے۔

لے ہے؟ اس سے میں یہ بات ظاہر ہے کہ دنیا میں وہی شخص کی مشین کو بتاتا ہے، یا کسی نئی چیز کو وجود میں لاتا ہے تو وہی اس کے استعمال کا طریقہ بھی بتاتا ہے اور اس کی رہنمائی کے مطابق اس مشین کا استعمال کیا جاتا ہے، انسان ظاہر ہے کہ خود اپنا خالق نہیں، انسان نے خود اپنے آپ کو پیدا نہیں کیا بلکہ وہ پیدا کیا گیا ہے اور یہ پیدا کرنے والی ذات اللہ کی ہے۔ ”کیا تم اس کو پیدا کرتے توسرے انسانوں کی ضروریات سے واقف نہیں بلکہ وہ صرف ”اسلام“ ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک انسانوں کے لئے جو قانون مفید اور جو ظاہر زندگی مختبر ہے، وہ یعنی اللہ تعالیٰ اسلام کے نزدیک انسانوں کے لئے جو اللہ کے یہاں سو بھی اسلام ہے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ حُكْمِ النَّاسِ إِنَّهُ كَفِيلٌ بِمَا يَصْنَعُ  
اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ حُكْمِ النَّاسِ إِنَّهُ كَفِيلٌ بِمَا يَصْنَعُ

اویاہم پیدا کرنے والے ہیں۔” (الواحۃ: ۵۹)

اس لئے ظاہر ہے کہ انسان پر اللہ تعالیٰ ہی کا حکم چلے گا، اسی کا بنایا ہوا قانون انسان کے لئے موزوں اور مناسب ہو سکتا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بار بار اس کی صراحت فرمائی ہے کہ حلال و حرام کے فیصلے کرتا اللہ ہی کا حق ہے ”إِنَّ الْحُكْمُ إِلَّا

خود اپنے مفادات سے بھی آگاہ ہیں، اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ انسان کسی کام کو مغاید سمجھ کر شروع کرتا ہے لیکن وہ آخر میں اس کے لئے مضر ٹابت ہوتا ہے، لفظ بخش سمجھ کر ایک قاعدہ وضع کرتا ہے لیکن کچھ ہی دنوں کے تجربہ کے بعد مخوب کھاتا ہے اور اسے اپنی غلطی کا احساس ہوتا ہے۔

(بیتہ صفحہ ۱۱ کا) ..... یہاں سے یہ عہد کر کے  
جائیے کہ اب قانون شریعت پر آپ چلیں گے، یہ جنیز  
کی کیا مصیبت ہے، لڑکے والوں کی طرف سے  
مطالبات کی ایک بسی چوڑی فہرست پیش ہوتی ہے،  
شرائط پیش کئے جاتے ہیں، ان کے پورا نہ ہونے  
پر مخصوص لڑکیاں جلا دی جاتی ہیں، ملک میں سکروں  
اقعات پیش آتے ہیں، صرف دہلی میں ہر بارہ گھنٹے  
ایک ایک نئی بیانی دہن کو جلا کر مارڈا لاجاتا ہے۔ کیا  
اس کائنات کے خالق اور نوع انسانی کے مرتبی (جس  
کی مخلوق مرد و عورت دونوں ہیں) کو یہ چنیز گوارا ہو سکتی  
ہے؟ کیا اس ظلم کے ساتھ کوئی ملک، کوئی معاشرہ پہنچ  
لے ہے؟ خدا کی رحمت و نصرت کا مستحق ہو سکتا  
ہے؟ آپ رحمة للعالمين صلی اللہ علیہ وسلم کی امت  
کے ہوتے ہوئے دوسروں کو بھی اس کی  
فتیں ہونا چاہئے تھی، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:  
”اوخر خدا ایسا نہ تھا کہ جب تک تم ان میں تھے  
میں عذاب دھتا اور نہ ایسا تھا کہ وہ بخشش مانگیں اور وہ

میں عذاب دے۔“ (انفال/۳۳)

آپ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی امت  
، آپ کے ہوتے ہوئے ہندوستانی سماج میں  
ہندوستان کے معاشرہ اور سوسائٹی میں یہ ظلم ہو؟ اس  
عقل قبول کرنے کے لیے تیار نہیں، آپ کے ہوتے  
ہوئے بھی یہ نہیں ہونا چاہئے تھا چہ جائیکہ آپ کے  
ہوں ہو، عہد کبھی کہ آپ اسلامی طریقہ پر شریفانہ  
انی طریقہ پر شادی کا پیام دیں گے، آپ لوگی  
نہیں گے، اپنے لیے رفیقة حیات کی تلاش کریں گے،  
لیے کے لیے پیام دیں گے، توجیہ کے لیے آپ کے  
لے چڑھے مطالبات نہیں ہوں گے کہ ہمیں یہ ملتا  
ہے وہ ملتا چاہئے، لڑکوں کو ان کے دارشوں  
بزرگوں کو اس کا عہد کرنا چاہئے کہ ہم اپنے یہاں  
لیا ہم اس ملک سے اس رسم کو ختم کر دیں گے۔

اس کی واضح مثال ہے۔  
معاشرتی دشواریاں  
کہا جاتا ہے کہ "مسلم رسل لا" پر عمل کرنے  
نے عدل و انصاف کی شرط کے ساتھ تعدد ازدواج کی  
اجازت بھی دی ہے، اسلامی قانون عفت و عصمت کے  
سے معاشرتی دشواریاں پیدا ہوتی ہیں۔ خاص کر طلاق  
اور تعدد ازدواج اُنکی وجہ سے ہے جن کی وجہ سے  
پیش نظر مرد کے ایسے حالات ہو سکتے ہیں کہ وہ صاف  
ستحری زندگی گزارنے کے لیے دوسرا نکاح کی  
مودتوں کی زندگی ہر وقت خطرات میں گھری رہتی ہے،  
صحیح ہے کہ مسلم رسل لا کی رو سے مرد کو طلاق کا ضرورت محسوس کرے۔

**مسلمانوں کا مخصوص موافق**  
مسلم پرسل لا مسلمانوں کی مستقل تہذیب  
اور عالمی نظام کے لیے ریڑھ کی بڈی کی حیثیت رکھتا  
ہے کہوں کہ مسلمانوں کی انفرادی سماجی زندگی سے مسلم  
پرسل لا کا بہت سہرا تعلق ہے انہیں قوانین کی بنیاد پر ان  
کی انفرادی اور سماجی زندگی کی تکمیل ہوتی ہے،  
مسلمانوں کا ایمانی جذبہ اسے برداشت نہیں کرتا کہ  
اسلامی احکام میں تبدیلی کی جائے، اسلام کے عالمی

اختیار دیا گیا ہے اور اسے ایک سے زیادہ شادی کی  
جازت دی گئی ہے لیکن یہ قانون کی خامی نہیں ہے،  
مریعت نے شوہر اور بیوی میں علیحدگی کی مختلف شکلیں  
الی ہیں۔ مرد کو طلاق کا اختیار دیا گیا ہے اور عورتوں  
کے لیے خلع اور خنچ نکاح کی راہ ہتائی گئی ہے، یہ صحیح ہے  
لہ مردا پنے اس حق کا برداہ راست استعمال کر سکتا ہے  
رعورتیں اپنا حق بالواسطہ استعمال کر سکتی ہیں۔ مرد  
رمورت کے حقوق میں اس فرق کی وجہ یہ ہے کہ

نou کی ذمہ داریوں کی نوعیت جدا جدا ہے، نکاح  
کے بعد مرد پر جتنی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، عورتوں  
تکی ذمہ داری نہیں رکھی جاتی ہے۔ مرد پر بھی اور بچوں  
کے اخراجات کے علاوہ مہر کی شکل میں ایک رقم بھی  
جب ہوتی ہے، علیحدگی کا فیصلہ اگر بیان اس طبقہ عورتوں  
کے بھی حوالہ کیا جاتا تو عورت اپنے اس حق کو استعمال  
رکھ سکے تجھے میں عورتوں پر کوئی ذمہ داری  
نہیں ہوتی مگر مہر کی رقم کی فوری ادائیگی اور بچوں  
کی کفالت اور تربیت کا لفظ مرد کو کتنا پڑتا اور مرد بلا وجہ  
ذمہ داریوں میں جلا ہوتا۔ طلاق کو شریعت نے گرچہ  
جز قرار دیا ہے مگر اسے بعض العبادات (جاائز  
ہے وہ میں سب سے زیادہ کریہ) قرار دیا ہے اور یہ  
قوائیں کے مقابلہ میں اگر دوسرے قوائیں بنائے  
جائیں گے اور انہیں نافذ کرنے کی کوشش کی جائے گی  
تو مسلمانوں کی زندگی بڑی مشکلات سے دوچار  
ہو جائے گی۔ ایک طرف امن پسند شہری کی حیثیت  
سے مسلمان ان قوائیں کا احترام کرنا چاہیں گے  
تو دوسری طرف اسلامی احکام انہیں پابند بنائیں گے  
کہ وہ مخصوص طریقہ کاراپنا یا جائے جسے اسلام نے  
متعین کیا ہے۔ اس طرح مسلمانوں کی داخلی زندگی  
ہر مرحلہ میں ملکی عائلی قوائیں اور اسلامی قوائیں کے  
درمیان تکراری رہے گی اور وہ مجبور ہوں گے کہ ملکی عائلی  
قوائیں کو نظر انداز کر کے اسلامی قوائیں کی پابندی  
کرس۔ ”مسلم رسم ۱۱“ کرتھی ہے ملک کے حکام طبق

ایمہت دلی ہے کہ جب بناہ ہونے کی کوئی فکل باقی نہ ہے تو بہت سوچ سمجھ کر طلاق دی جائے۔ شریعت نے تفصیل کے ساتھ طلاق کا طریقہ بتایا ہے، اس طریقہ پر عمل کرنے کے بعد اس کی مخالفش ہی نہیں رہتی اس کی روشن دلیل ہیں۔

میرزا سحاب سے سچے مکاں یا جذبات لی روپیں طلاق

سے ہٹانے کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہو سکتی، اصلاح معاشرہ کے سلسلہ میں بورڈ کی توجہ زیادہ معاشرتی اور عائی مسائل اور خاص طور پر شادی بیانہ میں رسومات اور طلاق کے معاملہ میں تائیدیہ طریقہ کار کے سدباب اور اس کی شرمی ذہن سازی کے ذریعہ کم کرنے پر مراکوز رہی ہے، اس کے بعد یہ احساں ابھرا کر سماج سدھار کے اس دائرہ کو وسیع کیا

## مسلم پرسنل لا بورڈ اور عصر حاضر کے تقاضے

مولانا سید نظام الدین صاحب

خاندان معاشرہ کی بنیادی اکائی ہے، یہ اکائی مفہوم اپنے فروع کا باغعث ہو گا۔ جتنی مضبوط ہوگی، معاشرہ اتنا ہی مضبوط ہو گا، مسلمانان ہند نے جب یہ محض کیا کہ ان جائے، اس میں دیگر معاشرتی برائیوں کے ازالہ پر بھی کوئی توجہ نہیں رکھا گی۔ مسلمانان کے دین کے اس اہم شعبہ میں رخدانہ ازی کی کوشش توجہ دی جائے، اس کے دائرہ کو اس انداز میں بھی خاندان کا استحکام معاشرہ کو محکم کرتا ہے۔ خاندان کی یا گفت اور اخلاقی بلندی معاشرہ میں ان ہی ہو رہی ہے تو آج سے لگ بھگ ۲۳۰ سال پہلے دبیر وحدت دی جائے کہ انسانی نقطے سے جو سماجی برائیاں خوبیوں کو پروان چڑھاتی ہیں۔ دنیا اس بات کی ۱۹۷۴ء میں شریعت اسلامی کے تحفظ کے لیے آل مسلمانوں اور غیر مسلم برادران وطن میں مشترک ہیں ان کو بھی اس ہم میں شریک سمجھا جائے۔

وقت سے یہ بورڈ اپنے مقاصد کے حصول کے لیے دائرہ کی اس وحدت سے تمام اہل وطن کے مشترک اجتماعات کے انعقاد کی راہ کھلے گی، اسلام مسلسل معروف اور سرگرم عمل ہے، اپنے مقاصد اس کے اعضاء وارکان کے درمیان حقوق و فرائض سے غیر مترابط وابستگی اور اس بورڈ سے مسلمانوں کی اور مسلمانوں کے بارے میں موجود غلط فہمیوں کو کمزوریت اور اس کے حدود کا تھیں کہ انسانیت کے خالق مشائی یا گفت اور اس ذات واحد کے مظاہروں کے دور کرنے کا موقع ہے گا اور مسلمانان ہند اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس اخلاقی و حمایت کے مخصوص تغیریں اور اس کی فرضیہ کی ادائیگی کی دیکھنے کے بعد اغیار نے ریشد و ایمان شروع کیں، امر بالمعروف و نهى عن المکر کے فرضیہ کی ادائیگی کی طرف قدم اٹھائیں گے، ان کی شیعیہ ملک کے بھی چند باداں، جان بوجہ کر یا انجام نہیں میں آہ کاربن زمیا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں جہاں جہاں ان امور کے بارے میں احکامات بیان فرمائے ہیں جس کا لازمی مطلب مسلم پرسنل لا کے تحفظ کارٹ ہے۔ جس کا لازمی مطلب مسلم پرسنل لا کے تحفظ کارٹ ہے۔

نظر سے اصلاح معاشرہ کے موضوعات میں اضافہ کی جائی گی، ذات برادری، اونچی خچ، بے پر دگی، بے کمزوری آنے نہیں دیں گے، یہی اجتماعی قوت ان اولی حدیں ہیں، ان سے تجاوز نہ کرو اور ان سے کے نہیں وہندی تھیں شخص و شناخت کی برقراری کی آگے مت بڑھو۔

عائی امور سے متعلق شریعت اسلامی کے حکامات کی بنیاد کی معاشرہ کی رسومات یا کسی سماج لایورڈ کا نمایاں کروارزیادہ روشن اور واضح ہو گیا ہے۔ جیسے صفائی و حفظ ان حکامات سے، مذکوری روادی اور مذکوری کی روایات نہیں ہیں، ان کا سرچشمہ اللہ کا کلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ثابت ہے۔ یہ مسلم معاشرہ کی اصلاح پر توجہ دیتا رہا ہے، جذبات کا احترام، آفات و حادث میں یا تم اگر ہمارے معاشرہ میں تبدیلی آئے اور غیر اسلامی اشتراک و تعاون، خواتین کا تحفظ، والدین، بزرگوں مسلمان کے دین کا جزء لا ایک لیتی اٹوٹ اٹگ ہے رسم و رواج کو ترک کرنے کا رجحان پیدا ہو جائے اس حقیقت کا شعور خود مسلمانوں میں رہے اور اس امور کے اصول، حکامات اور قوانین پر کار میں شامل کئے گئے۔

اور اسلام کے بارے برادران وطن اور دوسری قومیں بھی اس بھروسہ کی تحریک کی جائیں۔ یہ احساں باہمی روابط کو احساس کر لیں۔ یہ احساں باہمی روابط کو انصاف کی بنیاد پر استوار کرنے اور باہمی اعتماد کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ مسلمان اپنے شخصی

تباہ کا حامل قانون تھا، جو ہندوستان میں مسلمانوں کو نظر سے بیٹھی لازمی طور پر اپنے باب کے متروکہ میں دارت پرست لا کا تحفظ فراہم کرتا تھا، ملک کے آزاد ہونے کے بعد بیناواری حقوق میں ”عقیدہ و نیز کی آزادی“ ہر ملکی طور پر قلاں ہندوستان سے تعلق رکھتا ہوں اور مذہب والوں کے لئے اپنے مذہب پر عمل کی آزادی کی ذمہ دار رکھی گئیں، یہ ذمہ دار مسلم پرسنل لا کے تحفظ کی صفات دیتی ہیں، کیوں کہ مسلم پرسنل لا سے متعلق لئے مجھ پر قانون شریعت کا نفاذ نہیں ہوتا چاہئے، برطانوی مسلم پرسنل لا بوجہ طانوی عہد میں آپ جاتے ہیں کہ ہندوستان میں صدیوں اکثر ملکوں کے قوانین رومان لا (Roman Law) سے ماخوذ ہیں اور (Roman Law) سے رواج کو بڑی اہمیت حاصل ہے اور اس کا مذہب اور ملک کے تعلق نہیں تھا جو نہایت مسلمان جو احکام قرآن میں موجود ہے، ملک پر اس کے دین کا مطالبہ ہے، لیکن اس کے باوجود زندگی کے بہت سے شعبوں میں اسلامی قانون ناافذ تھا، جب اگر یہ اس ملک پر مسلط ہوئے تو آہست آہست قانون اسلامی کے مختلف شعبوں کو ختم کر دیا اور قرآنی طریقے کے خلاف تھا۔

ظاہر ہے کہ اسلامی نقطہ نظر سے یہ عورتوں کے قوی ہے، گویا مسلمانوں کو ان قوانین میں تبدیلی قبول کرنے پر مجبور کرنا ان کو عقیدہ اور نیز کی آزادی سے بھی مذہب اور ملک کے تعلق نہیں کی جاتی، بلکہ اسی میں ہند میں بنیادی حقوق کے حکوم کرتا ہے، حالانکہ آئینے کے مذاہدے میں مذہبی آزادی سے بھی وہ وقت تھا کہ پرانے میراث سے محروم کر دیا جائے، یہ وہ وقت تھا کہ تمام علماء جیچ پڑے اور پورے ہندوستان میں آواز ذیل میں مذہبی آزادی کے تحفظ کی صفات دی گئی ہے جس کا لازمی مطلب مسلم پرسنل لا کے تحفظ کارٹ ہے۔

لیکن بدستی سے دستور کے رہنمای اصولوں میں ہے؟ اس مقصد کے بعد شریعت ایکیشن ایکٹ پاس کر دیا اور مولانا ابوالحسن جمادی، مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا حسین احمدی، مولانا مفتی کافیت اللہ اور دیگر مشائخ کیا، اور عائیا چاربار کیمیش بیٹھا، لیکن ہر بارہہ ایسی نتیجہ پر پہنچا کر ان قوانین کا نفاذ ہب سے گہرا طبق ہے، اس لئے ہب ایکی وغیرہ داخل ہیں، کے بارے میں غور کرنے کی آئی کہ کیا ان قوانین میں بھی تبدیلی کی جاسکتی ہے؟ اس مقصد کے بعد شریعت ایکیشن ایکٹ پاس کر دیا اور کیمیش (Royal Commission) مقرر کیا، اور عائیا چاربار کیمیش بیٹھا، لیکن ہر بارہہ ایسی نتیجہ پر پہنچا کر ان قوانین کا نفاذ ہب سے گہرا طبق ہے، اس لئے ہب ایکی وغیرہ داخل ہیں، کے بارے میں غور کرنے کے مذاہدے میں کوئی تبدیلی براہ راست مذہبی امور میں داخلات اور مذہبی آزادی کو محروم کرنے کے مترادف ہے، چنانچہ اگر یہ ایسا کوئی قدم اٹھانے سے باز رہے اور اگر وہوں فریق مسلمان ہوں تو شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ان کا فصلہ ہوگا، خواہ ان کا عرف اور رواج کچھ بھی ہو اور قانون شریعت کو عرف و رواج پر شریعت ایکیشن ایکٹ پاس کر دیا اور شریعت ایکیشن ایکٹ پاس کر دیا اور ہب ایکی وغیرہ داخل ہیں آپ کو روشن خیال اور دانشور کہتے ہیں ان کو بھی اس جانب تجذیب ہوئی۔

لیکن ایک واقعیہ ہیں آیا کہ دعاالت میں ایک مسلمان بڑی کی اپنے والد کے ترک میں میراث کے لئے مقدمہ دار کیا، ظاہر ہے کہ شریعت اسلامی کے نقطہ نظر سے بیٹھی لازمی طور پر کار ملک پاہندی کے مذہب اور ملک کے تعلق نہیں کیا گیا ہے، انہی قوانین کو مذہب اور ملک کے آزاد ہونے کے بعد بیناواری حقوق میں ”عقیدہ و نیز کی آزادی“ ہر ملکی طور پر قلاں ہندوستان سے تعلق رکھتا ہوں اور مذہب والوں کے لئے اپنے مذہب پر عمل کی آزادی کی ذمہ دار رکھی گئیں، یہ ذمہ دار مسلم پرسنل لا کے تحفظ کی صفات دیتی ہیں، کیوں کہ مسلم پرسنل لا سے متعلق لئے مجھ پر قانون شریعت کا نفاذ نہیں ہوتا چاہئے، برطانوی مسلم پرسنل لا بوجہ طانوی عہد میں آپ جاتے ہیں کہ ہندوستان میں صدیوں اکثر ملکوں کے قوانین رومان لا (Roman Law) سے ماخوذ ہیں اور (Roman Law) سے رواج کو بڑی اہمیت حاصل ہے اور اس کا مذہب اور ملک کے تعلق نہیں تھا جو نہایت مسلمان جو احکام قرآن میں موجود ہے، ملک پر اس کے دین کا مطالبہ ہے، لیکن اس کے باوجود زندگی کے بہت سے شعبوں میں اسلامی قانون ناافذ تھا، جب اگر یہ اس ملک پر مسلط ہوئے تو آہست آہست قانون اسلامی کے مختلف شعبوں کو ختم کر دیا اور قرآنی طریقے کے خلاف تھا۔

لیکن ایک واقعیہ ہیں آیا کہ دعاالت میں ایک مسلمان بڑی کی اپنے والد کے ترک میں میراث کے لئے مقدمہ دار کیا، ظاہر ہے کہ شریعت اسلامی کے نقطہ نظر سے بیٹھی لازمی طور پر کار ملک پاہندی کے مذہب اور ملک کے آزاد ہونے کے بعد بیناواری حقوق میں ”عقیدہ و نیز کی آزادی“ ہر ملکی طور پر قلاں ہندوستان سے تعلق رکھتا ہوں اور مذہب والوں کے لئے اپنے مذہب پر عمل کی آزادی کی ذمہ دار رکھی گئیں، یہ ذمہ دار مسلم پرسنل لا کے تحفظ کی صفات دیتی ہیں، کیوں کہ مسلم پرسنل لا سے متعلق لئے مجھ پر قانون شریعت کا نفاذ نہیں ہوتا چاہئے، برطانوی مسلم پرسنل لا بوجہ طانوی عہد میں آپ جاتے ہیں کہ ہندوستان میں صدیوں اکثر ملکوں کے قوانین رومان لا (Roman Law) سے ماخوذ ہیں اور (Roman Law) سے رواج کو بڑی اہمیت حاصل ہے اور اس کا مذہب اور ملک کے تعلق نہیں تھا جو نہایت مسلمان جو احکام قرآن میں موجود ہے، ملک پر اس کے دین کا مطالبہ ہے، لیکن اس کے باوجود زندگی کے بہت سے شعبوں میں اسلامی قانون ناافذ تھا، جب اگر یہ اس ملک پر مسلط ہوئے تو آہست آہست قانون اسلامی کے مختلف شعبوں کو ختم کر دیا اور قرآنی طریقے کے خلاف تھا۔

لیکن دستور کے نفاذ کے لیے ایک اتم اور دوسری

تعمیر جیات - اسلامی مقام ۲۰۰۰

لیکن دستور کے نفاذ کے لیے ایک اتم اور دوسری

لیکن دستور کے نفاذ کے لیے ایک اتم اور دوسری

لیکن دستور کے نفاذ کے لیے ایک اتم اور دوسری

وائپن لے لیا۔ ۱۹۸۰ء میں دوبارہ کامگیریں نے یہ  
بل پیش کیا، لیکن بورڈ کی کوششوں سے واضح الفاظ  
میں مسلمانوں کو اس قانون سے مشتمل قرار دیا گیا۔

#### فصیحندی کا مسئلہ

ابھی بورڈ کے قائم کو چند ہی سال کا عرصہ ہوا  
تھا کہ جون ۱۹۷۵ء میں ایرجنسی نافذ کردی گئی  
اور اجلاس و آزمائش کی ایک نازک گزینی آئی، پورا  
ملک مہربہ لب تھا، صاحفہ سلیمانیہ برادری کی آزادی  
سازشوں کے تانے بنے جا رہے تھے بورڈ نے  
مغلوب تھی۔ جرودیا کی اسی فضائل جو گری نسبتی  
کی کوشش ایوان حکومت سے شروع ہوئی، کوئی زبان  
نمایا اور انشوروں سے لے کر عام سے عام دیہات  
اور قریبی جات میں رہنے والے مسلمانوں سک اس  
مخالفتوں کے طوفان کو تھامنا اور عناودہ دعووں کے سلسلے  
تھی جو اس جزوی ظلم کے خلاف کمل سکے، اور کوئی قلم نہ  
تجھجاوس غیر جمہوری اقدام کے خلاف جبکش کر سکے،  
بورڈ نے ان حالات میں تمہایت جرأۃ مندی کے  
سامنے کاٹھ لایا تھا کہ خلاف آواز اٹھائی، خوف  
سم پر سل لایا تھا کہ نام سے بھی واقف نہیں تھے، نہ  
بورڈ نے ان حالات میں تمہایت جرأۃ مندی کے  
سامنے کاٹھ لایا تھا کہ خلاف آواز اٹھائی، خوف  
ان کو اس مسئلہ کی حقیقت اور تمہیں اہمیت کو سمجھتے تھے  
قانونی لڑائی کے محاذ پر بھی کامیابیاں حاصل کی ہے  
وہ راس کے ماحول میں بورڈ کی عالمی میں گھنک ہوئی  
اور یہ کامیابی بعض مسلمانوں ہند کے اتحاد و بھیجی کا شرہ  
اور افطرت انسانی سے اس کی ہم آہنگی کے بارے  
جب پرلس ان تجاویز کو شائع کرنے کے لیے تیار  
نہیں ہوا تو بورڈ نے اپنے طور پر اس فیصلہ کو شائع کیا  
اور زیادہ سے زیادہ لوگوں تک اپنے پہنچایا۔

#### مسجد و مقابر کا تحفظ

۱۹۷۸ء میں اللہ آباد ہائی کورٹ کے لکھنؤ پنج  
نے مساجد و مقابر کو ایکوار کرنے کے سلسلے میں ایک  
ایسا فیصلہ دیا جو تمہایت علیین عائج کا حامل تھا، اس  
فیصلہ کے مطابق مساجد اور مقابر کی زمینوں کی ملکیت  
حکومت سب کر سکتی تھی، بورڈ نے اس کے خلاف  
پورے ملک میں تحریک چلائی، ذمہ دار ان حکومت  
کے نام پر گرام بھجوائے، حکومت اور پوزیشن کے  
لیڈروں کی نمائندگی اور جدوجہد کے نتیجے میں یوپی  
اور راجستھان کی حکومتوں نے مساجد کو ایکوار کرنے

## مسلم پر سل لا بورڈ کارکردگی کے چند روشن نقش

اوارة

اس سے کوئی بھی حقیقت پسند انکار نہیں کر سکتا  
کہ شریعت اسلامی کے خلاف جن شرمناک  
سازشوں کے تانے بنے جا رہے تھے بورڈ نے  
نظام اور انشوروں سے لے کر عام سے عام دیہات  
اور قریبی جات میں رہنے والے مسلمانوں سک اس  
مخالفتوں کے طوفان کو تھامنا اور عناودہ دعووں کے سلسلے  
رواؤ پر بند باندھا۔

#### متبقی بدل

رائے عامہ کی ہمواری کے علاوہ بورڈ نے  
ساتھ لازمی نسبتی اور تمہیں اہمیت کو سمجھتے تھے  
مسلم پر سل لا کی شرعی اور تمہیں اہمیت کو سمجھتے تھے  
ان کو اس مسئلہ کی حقیقت اور اہمیت سمجھائی۔ جدید  
قانونی لڑائی کے محاذ پر بھی کامیابیاں حاصل کی ہے  
وہ راس کے ماحول میں بورڈ کی عالمی میں گھنک ہوئی  
اور یہ کامیابی بعض مسلمانوں ہند کے اتحاد و بھیجی کا شرہ  
اور افطرت انسانی سے اس کی ہم آہنگی کے بارے  
جب پرلس ان تجاویز کو شائع کرنے کے لیے تیار  
نہیں ہوا تو بورڈ نے اپنے طور پر اس فیصلہ کو شائع کیا  
اور زیادہ سے زیادہ لوگوں تک اپنے پہنچایا۔

مسجد و مقابر کا تحفظ  
۱۹۷۸ء میں اللہ آباد ہائی کورٹ کے لکھنؤ پنج  
نے مساجد و مقابر کو ایکوار کرنے کے سلسلے میں ایک  
ایسا فیصلہ دیا جو تمہایت علیین عائج کا حامل تھا، اس  
فیصلہ کے مطابق مساجد اور مقابر کی زمینوں کی ملکیت  
حکومت سب کر سکتی تھی، بورڈ نے اس کے خلاف  
پورے ملک میں تحریک چلائی، ذمہ دار ان حکومت  
کے نام پر گرام بھجوائے، حکومت اور پوزیشن کے  
لیڈروں کی نمائندگی اور جدوجہد کے نتیجے میں یوپی  
اور راجستھان کی حکومتوں نے مساجد کو ایکوار کرنے  
کے سامنے پیش ہوئی۔ یہ بورڈ کی سماںی اور کوششوں  
کے لیے مسلم پر سل لا میں تبدیلی کی باتیں کرتے تھے  
ان کا بھی اندازہ بیان پಡلا، اور وہ بھی اقلیتوں کے  
کا نتیجہ تھا۔ بالآخر حکومت نے ۱۹۷۸ء میں یہ مل

(باقی صفحہ ۲۰ کا)..... کچھ ہی برسوں بعد سے

یکساں سول کوڈ کی آواز اٹھنے لگی اور ایسے گمراہ گلر  
لوگوں کو اس مقدار کے لئے استعمال کیا جانے لگا جن  
کوئی اپنی قوم میں کوئی اعتماد حاصل ہے اور وہ قانون  
شریعت سے وہ صحیح طور پر آگاہ ہیں، بالآخر ۱۹۷۸ء  
میں تھی مل پیش ہوا جس کا مقدمہ بلا تفریق مذہب  
مذہب کی تمام قوموں کے لئے تھی کوئی اولاد کا وجہ  
دینا قرار پایا، اور ان کو لے پاک لینے والے مردوں  
عورت کے ترکیں وارث قرار دیا گیا، ظاہر ہے کہ  
یہ قانون نہ صرف اسلام کے خلاف ہے، بلکہ عقل اور  
خود کے بھی خلاف ہے، کیوں کہ والدین اور اولاد کا  
رشتہ ایسا نہیں ہے کہ صرف زبان سے وجود میں آجاتا  
ہو، یہ ایک فطری رشتہ ہے اور ایک فطری محبت جو  
والدین اور اولاد میں ہوا کرتی ہے اس مصنوعی رشتہ  
کی وجہ سے پیدا نہیں ہو سکتے۔

چنانچہ پورے ہندوستان میں مسلمانوں  
کے تمام ہی مکاتب گلرنے اس قانون کے خلاف  
صدائے احتجاج بلند کی، ان حالات کے نتیجے میں  
مولانا قاری محمد طیب صاحب نے دارالعلوم  
دیوبند میں ایک اجلاس بلایا، مولانا منت اللہ  
اعتدادی پیدا ہوئی اور جو لوگ مخالفین کے اعتراضات  
بیشواں مسلمانوں پر اس قانون کا اطلاق تھا۔ کیا  
بانجھ چھاتے تھے، وہ ان مسائل کے سلسلے میں ایک  
راج الحمیدہ وکیل اور ترجیحان بن گئے۔ مسلمانوں کی  
اصل میں اس مل کا نشانہ مسلمان ہی تھے، بظاہر یہی  
نے بعض بہت اہم فیصلے کئے، انہی میں سے ایک  
رائے عامہ بیدار ہوئی، حقیقت پسند برادران وطن  
اہم فیصلہ میں آں آئندیا مسلم پر سل لا بورڈ کے  
کوئی نہیں کیا، اس کے نتیجے میں بورڈ کی مسلم کاوشوں  
اور انشوران اور قانون داں بھی اکٹھا ہوئے، انہوں  
نے فرزاںگی کے ساتھ مقدمہ کے تین دیوالی کی  
کے دوام اور نصوص کی ناقابل تبدیلیت کے بارے  
میں تحریکیں جاری ہیں، اس بات کی سمجھی کی جاری  
اور موجود ہے، صرف اس کو بیدار کرنے کی دیر ہے۔  
بورڈ مخفی ادائہ کا نام نہیں بلکہ وہ ایک تحریک ہے،  
ہے کہ بنیادی نظام اور فکری سانچے میں تبدیلی لانے  
اور اسے قبول کرنے کی فضایاں جائے۔

استے بڑے وسیع و عریض ملک اور اتنی بڑی  
آبادی میں اسلامی قانون کی برتری، اسلامی قوانین  
محاشرہ خود بخود تنور نے اور سدرھ نے لگا۔

اور خاندانی نژادیات اور بھروسوں کا تصفیہ شرعی  
ہماری دینی ذمہ داری ہے کہ شریعت اور اس  
احکامات کے مطابق کریں، اگر مسلمانوں کا یہ مزاج  
کے احکام کی مصلحت و حکمت، ضرورت و اہمیت،  
بن گیا اور اس طریقہ کار کو انہیں نے اختیار کر لیا  
تو ہم شریعت کو بیدرنی میں بخواہی پڑھاتے کریں، یہ کام

موزوں نیت و افادات کے پڑھاتے کریں مذہب کے  
مطابق نژادیات کے تصفیہ کے لیے نظام کی تکمیل  
مذہبی مضمون اور اس سے اجتماعی مذہب  
ضروری ہے، چنانچہ دارالقشایہ کے قیام کے بارے  
اس میں دینی مدارس کے نوجوان طلباء اور فضلاء، ائمہ  
ساجد تیز دینی تھیوں اور جماعتوں کو اپنا فعال رول  
کوچیں نظر رکھتے ہوئے اس ضرورت کے  
ادا کرنا ہو گا، انہیں آگے بڑھ کر صاحب معاشرہ کی  
احساسات کا اعادہ کیا گیا کہ ہر طبع اور بہبود  
تعمیر کرنی ہوگی، انہیں نکاح کی تقریب کو آسان  
شہر و قصبه میں دارالقشایہ قائم کے جائیں، دارالقشایہ  
بنانے، اور لین دین کے خلاف ہم چلانی ہوگی۔

منصوبے خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے، منصوبوں  
شریعت کے حکم کے مطابق اپنے نژادیات کا فیصلہ  
دارالقشایہ میں سے کرائیں اور اس کے فیصلوں کو خوش  
کو صرف مالی تعاون ہی کی ضرورت نہیں ہوا کرتی  
دلی سے حلیم کریں، مدارس اسلامیہ سے بھی کہا گیا کہ  
بلکہ عملی تعاون اور جدید مسلسل اور اخلاص ولہیت کی  
بھی ضرورت ہوتی ہے، منصوبے خواہ مالیات کی فراہمی  
اور مناسب تربیت یافت قاضی کی خدمات حاصل  
کریں تاکہ دینی اور ملی ضرورت پوری ہو سکے۔

اس وقت ملکی و بین الاقوامی سطح پر اسلامی شریعت  
ترتیب کا، قانون دالوں اور دکاء کے لیے اسلامی  
کی اساسیات پر سوالات اٹھائے جاری ہیں،  
تو انہیں کی تفہیم کا ہو یا زیادہ سازی کا ہو یا فکری  
ترتیب کرنے کی کوشش ہوئی ہے جس  
کو مغرب اور مغرب کے خوش چینوں کی تائید حاصل  
ہے، فقہ اسلامی کی حیویت و حرکت، شریعت اسلامی  
کے دوام اور نصوص کی ناقابل تبدیلیت میں زندہ  
اشد ضرورت ہے اور یہ جذبہ بحمد اللہ ملت میں زندہ  
اور موجود ہے، صرف اس کو بیدار کرنے کی دیر ہے۔  
بورڈ مخفی ادائہ کا نام نہیں بلکہ وہ ایک تحریک ہے،  
تحریک شریعت اور فناذ شریعت کی تیکیم، اس کے اکان اپنی  
ایئی جگہ اخلاص ولہیت کے ساتھ تحریک ہو جائیں تو  
آبادی میں اسلامی قانون کی برتری، اسلامی قوانین  
محاشرہ خود بخود تنور نے اور سدرھ نے لگا۔

شریعت کی اہمیت و ضرورت، اس کے فناذ و تطبیق،  
اور راجح حکم تھا اور مفتخر کیا گی اور کوئی کی

موضوع پر پھلٹ شائع کئے گئے، بورڈ کی اس ہے، مغربی ثقافت کی آمد مشرقی معاشرہ میں بھی تجزی تحریک کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ ہماری مختلف سے خاندانی نظام کے استحکام کو کمزور کر دی ہے، جماعتیں اور تحریکوں نے اس مسئلہ کی اہمیت کو محسوس خود ہمارے ملک میں فرقہ پرست عناصر اس بات کیا اور بکثرت اصلاح معاشرہ کے بحث اور عشرے کے لیے سرگرم ہیں کہ کسی طرح مسلمانوں کو اکثری منائے، یہ سب بلا واسطہ یا با واسطہ بورڈ کی تحریک معاشرہ میں جذب کر لیا جائے اور آہتہ آہتہ ان کا تہذیبی شخص ختم ہو کر رہ جائے، ان حالات میں اور مسامی کا حصہ ہے۔

متعدد توجه طلب گوش

۱۹۶۹ء میں نفاذ شریعت کا یہ کارروائی گامز نے اور اس کے دائرہ کو زیادہ سے زیادہ وسیع کرنے کی ہوا تھا اس کے بعد سے یہ کارروائی رواں دواں ہے، ضرورت ہے۔

اس راہ میں آبلہ پائی کے موافق بھی آئے اتحادویکجہتی کی طاقت  
ہیں، اور وہاں بھی بورڈ نے ثابت قدمی کا ثبوت  
دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس راہ میں بورڈ کو بہت سی  
کامیابیاں عطا کی ہیں، لیکن ابھی بہت سے کام ہیں  
جونا تمام ہیں اور جن کے لیے بورڈ نبتاب زیادہ سی  
وکاوش کی ضرورت ہے، بہت سے قوانین ہیں  
بالواسطہ طور پر مسلم پرنسل لا کو مشارکتے ہیں، ان کی  
اصلاح کی کوشش کرنی ہے بہت سے مقدمات  
عدالتوں میں زیر سماحت ہیں جن میں ہر وقت موثر  
پیروی بہت ضروری ہے ورنہ سخت نقصان پہنچ سکتے  
ہے، مسلم پرنسل لا سے متعلق بہت سے جدید مسائل  
ہیں جن پر بدلتے ہوئے عرف اور سماجی اقدار کے  
پس منظر میں غور کرنا ہے اور ان پر بحث و تحقیق کی  
 ضرورت ہے، مسلم پرنسل لا سے متعلق انگریزی،  
مندوکی، اس مقام از اتفاق میں ایسے لٹھج کی شدید  
اک ہوا تھیں اور ”بننان مر صوص“ بن جائیں۔

ہندی اور مقامی زبانوں میں ایسے لٹرچر کی شدید ضرورت ہے، جو عقلی نقطہ نظر سے اسلام کے معاشرتی ہمارے عمل سے دنیا کو یہ پیغام لے کر ملت اسلامیہ ہندیہ بعض چھوٹی چھوٹی باتوں میں اختلاف رائے احکام کی اہمیت و افادیت اور فطرت انسانی سے اس کی ہم آئنگی اور مطابقت کو واضح کرتی ہو، تاکہ سمجھہ کے باوجود تحد ہے، نقاط اتفاق پر مقابلہ اختلاف اور حقیقت پسند برادران وطن حقیقی صورت حال کو سمجھے کے بہت زیادہ ہیں، اور وہ ہر موقع پر دانتائی اور سمجھہ سکیں اور پروپیگنڈوں سے دھوکہ نہ کھائیں، مغربی داری کا ثبوت دے رہی ہے تاکہ کوئی اس کی تہذیب کی یلغار نے ہمارے معاشرہ کی چولیں ہلاکر صفوں میں شجاع پیدا کرنے کا تصور بھی نہ کر سکے۔

☆☆☆☆☆

رکھ دی ہیں، مغرب میں تو خاندانی نظام بکھری چکا

کے نظام کو پورے ملک میں جاری کیا جائے اور بورڈ  
کے تحت مختلف صوبوں اور علاقوں میں قضاۓ کے  
زبانی کمپ قائم کئے جائیں، اس سے افراد سازی کا  
کام بھی ہو گا اور لوگ اس نظام کی ضرورت اور اہمیت  
کو بھی محسوس کر سکیں گے۔

املاح معاشرہ

قانون شریعت کا تحفظ صرف اس بات سے  
نہیں ہو سکتا کہ ہم حکومت کو مسلم پرنسل لا میں تغیر  
ت بدیلی سے روکنے کی کوشش کریں اور اس کی آئندگی  
اور سیاسی لڑائی جاری رکھیں بلکہ شریعت کا تحفظ اس  
دست ہو گا جب ہم اپنے آپ پر قانون شریعت کو نافذ  
کریں، ہماری زندگی احکام شریعت کے تالع ہو،  
ہماری تقریبات میں اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی  
ہماری اور ہمارے بگڑے ہوئے سماج کی خواہشات

پر غالب رہی جائے اور ہمارا معاشرہ ایک سیلی  
اسلامی معاشرہ ہو، جس میں اسلام کو چلتی پھرتی  
صورتوں میں دیکھا جاسکے، جس میں تقویٰ ہو، اللہ کی  
نیت ہو، معروف اور حنات کا غلبہ ہو، لوگوں کی  
عُزت و آبرو محفوظ ہو، جس میں نماج کے معنی  
لوگوں کی خرید و فروخت اور ان کے وجود کی قیمت  
نہ ہو، جہاں شرافت اور عرفت و حیاء تملک و جہیز کی  
غیریت پر بھینٹ نہ چڑھائی جاتی ہو، اگر ہم نے  
اپنے آپ پر قانون شریعت کو نافذ نہیں کیا اور اپنے

معاشرہ کو مسلمان نہیں بنایا تو ساری کوششیں  
خداخواستہ اکارت ہو جائیں گی، محسن احتجاج اور  
زراحت کے ذریعہ ہم شریعت کی حفاظت نہیں  
کر سکتے اور نہ اللہ کی نصرت اور مدد ہمارے حصہ  
میں آسکتی ہے۔ اسی مقصد کے تحت بورڈ نے اصلاح  
معاشرہ کی تحریک چلائی، پورے ملک میں اس عنوان  
سے جلوے کئے گئے، کافر نہیں منعقد ہوئیں، اس

وہ اف کی آمدنی پر انکم تیکس  
کے احکام واپس لے لئے۔

ادقاف کی آمدنی کو اکم نہیں سے سنتی کرائے یا  
وقت ایکٹ بنانے میں بھی بورڈ نے کامیاب  
کوششیں کی ہے، جو نیا وقف قانون ہے، گو غالباً اب  
اس میں اسلامی نقطہ نظر اور وقف کے مفادات  
کے لحاظ سے بہت کچھ خامیاں موجود ہیں لیکن اس  
لیکن شبہ نہیں کہ جو قانون وقف پہلے سے موجود تھا اس  
کی بہت سی خامیاں دور ہوئی ہیں۔ اب کوشش یہ  
کرنی ہے کہ قانون وقف تکمیل طور پر قانون شریعت  
کے ہم آہنگ ہوا اور وقف کی حفاظت و صیانت کا  
حقول نظم اس میں محفوظ رکھا گیا ہو۔ ملک کی کئی  
استوں میں لازمی نکاح رجسٹریشن ایکٹ بنانے  
و صاحت کردی جائے تاکہ لوگ اس مسئلہ کا استھان  
مسجد دوبارہ اپنی جگہ پر۔ مردہ، زبده یا ا  
ہو سکتا ہے اور نہ ہمارے ملک کو اس امتحان میں سند  
کامیابی حاصل ہو سکتی ہے، باہری مسجد کی شہادت  
کے اس حادث سے پہلے ہی بعض مفاد پرست عناصر  
اس تج و دو میں لگے ہوئے تھے کہ وہ مسلمانوں کی  
نام نہاد نہ اسندگی کرتے ہوئے مسجد سے دستبردار  
ہو جائیں، حالانکہ باہری مسجد کے سلسلہ میں علاحدہ  
کمیٹیوں کی موجودگی کی وجہ نے براہ راست اس مسئلہ  
کو اپنے ہاتھ میں نہیں لیا تھا، لیکن صورت حال کو دیکھتے  
ہوئے ضروری محسوس کیا گیا کہ مسجد کی شرعی حیثیت کی  
بورڈ کا ایک اہم علمی کارنامہ ہے۔

مقتضاء کا قیام

وہ جریش کے لڑوم کے شرعاً واجب نہ ہونے کی عاملہ نے دلوک انداز پر اپنا نقطہ نظر واضح کر دیا کہ باہری مسجد قیامت تک کے لیے مسجد ہی ہے، نہ اس کو اپنی جگہ سے خل کیا جاسکتا ہے اور نہ اس کی شاہ بانو کیس کے سلسلہ میں مسلم پرست لا بورڈ خرید و فروخت ہو سکتی ہے، بورڈ کے اس فیصلہ نے باہری مسجد سے متعلق کمیٹیوں کو ایک نیا حوصلہ دیا، تذبذب کی کیفیت دور ہوئی اور جو لوگ مسجد کا سودا کرنا چاہتے تھے، ان کی نہ موم سازش بھی ناکام ہوئی۔

یچر کی قیاری

بیرون، بس و روس اور سلطنتی میریت کا حکم ملک میں ایک متوازی عدالتی اور متوازی حکومت  
دو حصہ پیدا کیا کہ ماضی قریب کی تاریخ میں شاید یعنی  
اس کی کوئی مثالیں سکے۔ بالآخر پارلیمنٹ نے ایک  
غیر معمولی اجلاس میں جورات کے آخری حصہ تک  
چلا رہا ”قانون تحفظ حقوق مسلم ملکہ خواتین“  
منظور کیا، اور محض امت اسلامیہ ہندیہ کی وحدت  
اور عزم مصمم تے بورڈ کو اس کامیابی سے ہمکنار کیا۔

## آل اندیا مسلم پرسنل لابورڈ

### حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے عہد صدارت میں

رضوان احمد ندوی

میں ایک سیاہ ترین دن ہے جس وقت کہ بھاں فرقہ انجامی جارحانہ فیصلہ دیدیا، یہ فیصلہ قانون شریعت کے پرست جماعتوں اور اجتہا پسند ٹکیوں نے مہمی ارباب اقتدار کو اس حقیقت سے آگاہ کیا وہیں بذات خود مسلمانوں کو بھی قانون شریعت پر عمل کرنے کی تعصی اور جو شیخوں میں ہندوستان کی قدیم تاریخی بابری مسجد کو شہید کر دیا، اور یہ سے بیان فرمائے پر ملک میں خونی فسادات کرتے، فرقہ وارانہ جو شیخوں کی آگ میں ملک جل رہا تھا، مسلمان مایوسی، اضطراب

اور بے چینی کی یغیت میں جلتا تھا، ان کی لگائیں بورڈ ان دونوں حضرات کی رہنمائی میں پورے ملک میں منتظم تحریک چلائی، مسلمانوں کے اجتماعات میں نفقة کی طرف اٹھنے لگیں، ایسے مایوس کن حالات میں حضرت مولانا نے مسلمانوں کے قدموں کو جھایا، اور فیصلوں پر اپنے رد عمل کا اظہار کیا، حضرت مولانا نے ۲ فروری ۱۹۸۶ء کو وزیر اعظم ہند اور حکومت کے کے ساتھ زندگی گزارنے کی تلقین کی، پھر جو ۱۹۹۳ء میں زندہ ملت کی حیثیت سے رہنے اور حوصلہ وہت پڑھا رہا تھا جو نہیں ہوا گا، وہ شریعت کا ہاتھ ہو گا جو آپ کا گریبان پکڑے گا کہ پہلے تم اپنے گریبان میں منہ کی یعنی افرادی اور کبھی اجتماعی طور پر بر سراقتار پارٹی کے ذمہ داروں سے ملاقاتیں کیں۔ اور صورت حال کی نزاکت، اس قانون کی نام حقوقیت اور قانون بابری مسجد کی بازیابی کے لئے آخری دمک جدو جہد دوسرے سیاسی و اعلیٰ عہد دیداروں سے گفت و شنید کی، کبھی افرادی اور کبھی اجتماعی طور پر بر سراقتار اپنے غم و خدر کا اظہار کیا، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ انہوں نے ایک تاریخی اور موڑ تقریر کی تھی جس میں مطالباً کروکہ وہ تمہارے قانون کو چلائے۔

جب جب ملک کے اکثری فرقوں یا عادالتون نے کا عزم فرمایا، اور اس کے بعد ۵ ماپریل ۱۹۸۳ء کو کار آپ کی مدبرانہ قیادت اور یونیفارم سول کوڈ کو نافذ کرنے کا ارادہ کیا، حضرت مولانا نے اس چیز کا بھروسہ جواب دیا۔ ایک دفعہ انہوں نے بورڈ کی مجلس صلاحیت کے تجھیں حکومت نے ۲ نومبر ۱۹۸۶ء میں کیا، چنانچہ ال آباد ہائی کورٹ کی لکھنؤٹ پر چل رہے اس میں بہت سخت لمحے میں فرمایا کہ:-

”ملک کا سیاسی مستقبل نہایت اندیشناک کورٹ کے فیصلہ کو درکر دیا، جس کی مثالیں ملک کی امداد و تعاون کا فیصلہ کیا، جواب تک جاری ہے۔ اس کے ساتھ ہی حضرت مولانا نے بار بار ارباب حکومت کو صاف صاف صاف لفظوں میں کہا کہ:-“ ہم اس ملک میں اپنے بورے عقائد وہیں لئے ہمارا یہ سفر ابھی چاری رہے گا، ہر دور میں ادارے اور تحریکیں اٹھی ہیں، مسلم پرسنل لا بورڈ بھی ایک تحریک ہے، اس لئے ہمارا سفر ابھی ختم نہیں ہوا ہے۔“ (جلس عاملہ ۸ نومبر ۱۹۹۱ء، لکھنؤٹ)

بورڈ کے صدر منتخب ہونے کے پہنچ عرصہ بعد ایک زمانہ میں بابری مسجد کے قبیلے کے تھیز کے حضرت مولانا بھیت صدر بورڈ اسلام اور مسلمانوں کا کام لے کر شاہ پا نو مقدمہ میں مسلم مطلقہ عورت کو تھیز اور تہذیبی اقدار کی حفاظت کے لئے یہاں پر تاحیات یا تائکاٹ ہائی شوہر پر نفقہ لازم قرار دینے کا ہو گے۔ ۶ دسمبر ۱۹۹۲ء کا دن آزاد ہندوستان کی تاریخ

بول کوڈ نافذ کرنے کی تحریک چلائی گئی، مسلمان مایوسی اور احساس کتری کے فکار ہونے لے گئے، حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم پرسنل لاء بورڈ کا ساتواں اجلاس ۶ مریضہ اپریل ۱۹۸۵ء کو شہر کلکتہ میں طلب فرمایا، اور علماء و قائدین کے ایک بڑے مجمع میں اپنے خطبہ صدارت کے اندر پوری جرأت اور

بورڈ کے قیام سے ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ صاف لفظوں میں بیان کیا، انہوں نے فرمایا کہ:-“ ہم اس کی بالکل اجازت نہیں دے سکتے کہ ہمارے اوپر کوئی دوسرا نظام معاشرت، نظام تمدن اور عالمی قانون مسلط کیا جائے، ہم اس کو دعوت ارتداو سے حضرت مولانا ہاؤ بورڈ کا صدر منتخب کر لیا گی۔ مگر صدیوں سے ملک و مشرب کے جو قابلہ تھے وہ قربت میں بدل گئے، اور ان کے درمیان اتحاد و یک اکتوبر ۱۹۷۷ء میں حیدر آباد کے بعض ارکان بورڈ جہتی کی فضا قائم ہو گئی۔ پھر آل اندیا مسلم پرسنل لا نے حضرت قاری صاحب ہی میں موجودگی میں صدر بورڈ بورڈ ایک تحریک کی خل میں ظاہر ہوا۔ بعد میں اس کے بنیادی نظام کو بروڈ اور داڑہ کا کمرتب کرنے نے بڑا حکیمانہ جواب دیا تھا کہ ”جب دریا میں اور دستور اسی کو منظور کرنے کے لئے ۷ ماپریل ۱۹۸۷ء میں بورڈ کا دوسرا اجلاس حیدر آباد میں طوفان ہو، اور کشمیر میں ہو تو کشمیر کا ملاج نہیں ہوا، جس میں ہر طبقہ کے افراد کی ایک مجلس بنائی بدل جاتا۔“ بہر حال پھر بعد کے حالات اور زمانے کی تغیرات سے یہ ثابت ہو گیا کہ مسلمانوں کے نہیں قدر ہوں پر یقین رکتا ہے، اس نے کہ وہ جاماتی ہے کہ ذہنی و فکری ارتداو، عملي و فطلي ارتداو سے بڑھ کر خارجی جملوں کے سد باب اور بورڈ کی قیادت وسیادت کے لئے جس قائد کی ضرورت تھی اللہ تعالیٰ بعد بورڈ کا یہ کارروائی کامیابی کے ساتھ اپنا سفر طے کرتا رہا۔ چاہے وہ قانون تینیت کا مسئلہ ہو یا جری نہیں کیا، اس میں مولانا قاری محمد طیب صاحب کو صدر اور تحریک کے روح روان مولانا سید شاہ مدت اللہ رحمانی کو بورڈ کا جرzel سکریٹری منتخب کیا گیا۔ اس کے بعد بورڈ کا یہ کارروائی کامیابی کے ساتھ اپنا سفر طے نے حضرت مولانا کو ان تمام خوبیوں اور صلاحیتوں سے بھر پور تھا۔ فرست ایمانی، حکمت اور اندیشی کا اس نے قابلِ لحاظ کامیابی حاصل کی۔ بورڈ عالمی، جو ہر شناسی، دور اندیشی و تواریخی، وقت دسویں اجلاس ۶ میں ۹۱ء بارہویں اجلاس بورڈ احمد آباد ۹۵ء اور تیر ۱۹۸۳ء کا اپاٹک ارجمندی، وقت بورڈ کے صدر قاری محمد طیب صاحب کے انتقال کا نظر اور وہت مطالعہ کے اعتبار سے معاصر علماء میں ممتاز شخصیت کے حوالہ تھے، وہ وقت کے نازک میں نکوہہ بالا جملوں کو درہ ریا، انہوں نے اپنے خطبے سائل کو حکمت و تدبیر کے ساتھ حل کرنے کی مجرم بورڈ سکریٹری مولانا منت اللہ رحمانی کے جرzel کو حکمت و تدبیر کے ساتھ حل کرنے کی مجرم بورڈ نے ۲۸ دسمبر ۱۹۸۳ء کو بورڈ کا سالانہ اجلاس مدرس میں طلب فرمایا اور اس منصب جملی کے لئے مقرر ایتیازی پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے دلوک اندیش اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے نام کی میہماں کے نام کی تبدیلی کرنے اور یکساں تحریفات یا تائکاٹ ہائی شوہر پر نفقہ لازم قرار دینے کا

تیریخات۔ اسماج و ائمہ

خلاف اٹھنے والی باطل تحریکات کا مقابلہ بنا دیا جیسے ملٹ اتنے  
والے فتنے مغربی تحدیب سے مرغوبیت کے اثرات، ان  
سارے موضوعات پر فضائے ندوہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے  
فضل سے جو حکم لیا ہے اور بیان ندوہ الحدایہ کی دوامیتی  
نے ان کے خلوص کے صلی میں جو سعادت اللہ ندوہ کو  
عطافرمانی ہے، قابل شکریتی ہے اور قابل احکیمیتی۔

ندوہ کی نذکورہ متتوں اور بھرگیر خدمت سے  
تفصیل واقفیت مولانا سید الرحمن عظیمی ندوی مفتیم  
دارالعلوم ندوہ الحدایہ و رئیس اخیر مجلہ "البعث  
الاسلامی" کے کلم سے "اسلامی ثقافت اور ندوہ الحدایہ"

زمانہ کے بدلتے ہوئے حالات سے آگئی اور اسلام کے  
خلاف صدیوں سے چلنے والی سازشوں سے باخبری اور  
کے نام سے جو کتاب منظر عام پر آئی ہے، اس کے مطابع  
سے قاری کو ہو گئی کہ ندوہ نے اسلام کے خلاف اٹھنے  
والے فتنوں اور سازشوں کے مقابلہ کے ساتھ ساتھ

خصوصاً قرآنی علوم اور دیگر اسلامی علوم و فنون اور ادب  
اسلامی کی کمی خدمت انجام دی ہے، روز روشن کی طرح  
عیاں ہو جائے گی۔ معتمد قیام ندوہ الحدایہ مولانا سید محمد  
نیک دوپہر کے وقت کی تاریک و بند کوئی میں بیٹھ کر  
کہا گئی سورج جنمیں لکھا ہے۔

افسوں کی بات ہے کہ ندوہ الحدایہ کے بارے  
میں یہ عام تصور پایا جاتا ہے کہ وہ صرف عربی زبان  
و ادب ہی کے دائڑہ میں محدود ہے۔

کتاب کا اسلوب بیان ادبی اور رواں ہونے  
کے ساتھ ساتھ ندوہ کا کسی پر تنقید یا طرز تحریکیں یا کسی  
دوسرا کتب گلر کی تینیں و تینی سے پاک لکھنے کا  
جو پاکیزہ انداز ہے، کتاب اس کی جستی جاتی تصور ہے  
امید ہے شاکرین علم و ادب اور دعا و مصلحتیں نیز الی

مدارس خصوصاً نوجوان اساتذہ بھی کے لئے اس کا  
مطابع بخیر کی تعلیم کے کہا جا سکتا ہے کہ بہت منفرد ہو گا ان  
اہم شعبوں کا ذکر کر دیا قاری کے شوق مطالعہ کا سبب  
ہو گا جو درجن ذیل ہے۔

(۱) کلیۃ الشریعۃ و اصول الدین۔ (۲) کلیۃ  
اللغۃ العربیۃ و آدابہ۔ (۳) کلیۃ الدعوۃ والاعلام۔  
(۴) المعهد العالی للقضاء والافتاء۔ (۵) المجمع  
العلی للدراسات القرآنية والحدیثیة۔ (۶) القسم

## اسلامی ثقافت اور ندوہ الحدایہ

تصویف: مولانا ذاکر سعید الرحمن عظیمی ندوی

### مشکل الحق ندوی

ندوہ نے عربی زبان و ادب، اصلاح نصاب،  
کی گئی اور نہیں اس کو ایمت دی گئی بلکہ شاید یہ کہتا ہے جا  
ش ہو گا کہ جو خدمات روز روشن کی طرح سامنے آئیں ان  
سے جمال برنا گیا، جب کہ الحمد للہ یا بیان ندوہ الحدایہ  
کے خلوص کی برکت ہے جن کی تائید شیخ الشافعی حضرت  
صدر بورڈ نے فرمایا تھا کہ:-

"بورڈ کے موجودہ صدر منظر اسلام حضرت  
مولانا سید ابو الحسن علی حسینی ندوی کی ذات والا صفات  
عالم اسلام کے لئے عموماً اور مسلمانان ہند کے لئے  
خصوصاً بہت بڑی نعمت ہے، جو اول دن سے اس  
کارروائی کے سالاروں میں رہے ہیں، اور حضرت  
قاری صاحب" کی وفات کے بعد آپ ہی کی قیادت  
میں بورڈ کے ممتاز فقهاء کرام کی ایک تکمیلی تخلیل دی

گئی، اور تدوین کا کام کیا گیا، بحمد اللہ اس وقت وہ طبع  
پانویں اور بابری مسجد جسے اہم مسائل میں ان کی  
مدد برانہ سرپرستی نے ہمیں صحیح سمت عطا کی، اور اس  
وقت نہ صرف مسلمانان ہند بلکہ عالم اسلام کے لئے  
وہ ایک بڑی ضرورت تھی۔"

تو فتن خدادندی سے فضائے ندوہ نے قرآن  
اوپر طریقہ کار سے ہٹ کر ہونے والے کاموں کے  
بارے میں اپنی سوچ کی آنکھوں پر جو عیک لگائی ہے اس  
میں کچھ اور نظر نہیں آتا، گلر و سوچ ترقی کر کے جماعتی  
و گروہی تصب کا ایسا خلی چڑھا دیتی ہے جو اس کے  
بانے میں مزید سوچتے، غور کرنے اور معلومات حاصل  
کرنے سے رکاوٹ بن جاتی ہے۔

سیرۃ الرسولؐ کے علاوہ سیرۃ الصحابةؐ مجاہرین  
وانصار، سیرۃ الصحابیات، خاتمؐ کی خدمات، تاجیں، تج  
تاجیں، ائمہ ارجمند، محدثین عظام، تاریخ ساز  
خانصیات، تاریخ اسلام، ہندوستان میں اسلامی علوم و فنون،  
کندوہ کے بارے میں بھی کچھ اسی طرح کی بات پیش  
کردہ کے بارے میں بھی کچھ اسی طرح کی بات پیش

بزرگوں کے ساتھ وہی وکیلی ہم آہنگی اور تعاون سے

حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی کے عہد  
سے بورڈ میں جتنا اعتماد و وقار پیدا ہوا، ملک کی تاریخ  
میں اتنا اعتماد کی اور جماعت کو حاصل نہیں ہوا، بورڈ کا  
تیرہواں اجلاس سمیت میں منعقد ہوا ہمدرد محترم اپنی شدید  
علالت اور ضعف و بیرونی سالی کی وجہ سے اجلاس میں  
شریک نہیں ہو سکے، اس کے باوجود اجلاس میں اتفاق

ہے سے آپ ہی کو بورڈ کا صدر منتخب کیا گیا۔ بعض  
میں اسلامی بیداری آئی، اسی طرح مسلمانوں کو اپنے  
موقف رہا ہے کہ وہ مسجد ہے اور قیامت تک مسجد ہے  
عائی مسائل کے حل کے لئے نظام قضاۓ کے قیام پر  
سے بورڈ کا وقار قائم ہے۔ بورڈ کے اس انتہائی اجلاس  
سے خطاب کرتے ہوئے مولانا سید اسلام قمی سابق

صدر بورڈ نے فرمایا تھا کہ:-

"موجودہ حالات میں ہمیں مایوس اور غمکھ دل  
ہونے کی ضرورت نہیں، اس حقیقت کو ہم پیش نظر کھیں  
کہ اسلام اس ملک میں یونیورسیٹیں آئیں، بلکہ قدر الہی  
کے ساتھ آتا ہے، بلکہ اس ملک میں اسلام کو بھیجا

گیا، اللہ نے اپنی رحمت، تائید اور اپنی نصرت کے ساتھ

قیمت بھی حضرت کے ایام پر خریدا گیا ہے۔

حضرت مولانا علیہ الرحمہ نے سترہ سال تک بورڈ کی  
کی قیادت و صدارت کا فریض بحسن و خوبی انجام دیا ہا در  
ہندوستان میں دعوت اسلامی کو نقصان پہنچانے اور  
گمراہی کی طرف لے جانے والی طاقتیں بہت  
سرگرم عمل ہیں، اور ہندوستان کو دوسرا ایک بنانے کی  
کوشش ہو رہی ہے، الجدا ہمارے ارکان حالات کے

شپ میں مسلم پرنسپل لا بورڈ کی صدارت کی ان دنوں

رائے یہ ظاہر کی تھی کہ حکومت خود مسجد کو آثار قدیمہ کے  
محکم کے تحت لے اور اس کے تحفظ اور فضائیہ کو حفظ  
مدد و نفع کے لئے ایک کمیٹی مقرر کر دے، جس میں  
بڑی وسعت ہوئی، اصلاح معاشرہ کی تحریک ہے ہندو

ہندووں کی طرف سے جنوب سے دشکر اچاریہ اور دو  
سلطان مذہبی شخصیتوں کو رکھا جائے، مگر حکومت نے اس  
میں "تحفظ شریعت و فتنہ" منایا گیا جس سے مسلمانوں  
میں بدنی خاکہ ہونے کی بہر حال بونڈ کا یہ شروع سے  
میں اسلامی بیداری آئی، اسی طرح مسلمانوں کو اپنے  
موقف رہا ہے کہ وہ مسجد ہے اور قیامت تک مسجد ہے  
گی، ناجائز طور پر مورثیوں کو رکھ دینے اور ظلم و جرسے پوجا  
زور دیا، اور اس کے لئے رائے عامہ ہمواری گئی، اس  
جدوجہد کے نتیجہ میں ملک کے بڑے اور اہم شہروں  
بودھ ۹ جنوری ۱۹۹۳ء)

جب چلی جو ہر مرکز میں بی۔ جے۔ پی کی  
حکومت نی، تو اقلیتی فرقوں میں سراپا یکی پیدا ہوئے  
گئی، ان کے دلوں میں مسلم پرنسپل لامی داخلت  
کے خطرے پیدا ہو گئے، حضرت مولانا نے جو  
قادمات اور عالمانہ خطاب فرمایا وہ آج بھی ہمارے  
لئے مشعل راہ ہے، انہوں نے ۲۵ اپریل ۱۹۸۹ء کی  
محل عالمیں کہا کہ:-

"موجودہ حالات میں ہمیں مایوس اور غمکھ دل  
شده ہے حضرت مولانا کا عالمانہ اور فاضلانہ مقدمہ  
بھی پر د کتاب ہے۔ مگر افسوس کر ان کی زندگی نے  
وقاں کی اور اس کی طباعت سے پہلے وہ اللہ کو پیارے  
ہو گئے، دہلی میں مرکزی دفتر کے لئے ایک کشادہ  
حیرا، اللہ نے اپنی رحمت، تائید اور اپنی نصرت کے ساتھ  
اسلام کو بھیجا ہے، میں نے ہمارے ختم نہیں ہو گا"۔

پھر ایک دفعہ لکھنؤ کی مجلس عالمی میں بڑے  
کرب اور ریڑپ کے ساتھ فرمایا کہ: اس وقت  
ہندوستان میں دعوت اسلامی کو نقصان پہنچانے اور  
گمراہی کی طرف لے جانے والی طاقتیں بہت  
سرگرم عمل ہیں، اور ہندوستان کو دوسرا ایک بنانے کی  
کوشش ہو رہی ہے، الجدا ہمارے ارکان حالات کے  
شپ میں مسلم پرنسپل لا بورڈ کی صدارت کی ان دنوں

اور دنیا حیث وغیرت بیدار ہو گی۔ ان دوروں میں مجلس استقبالیہ اجلاس عام کے جزو سکریٹری مولانا خالد شید فرقی محلی نے بڑا حصہ لیا۔

میلشیا کے اعلیٰ سطحی وفد کی دارالعلوم ندوہ العلماء آمد

۱۲ افریوری ۲۰۱۰ء کو امارکان پر مشتمل میلشیا کا

ایک وفد دارالعلوم ندوہ العلماء آیا، جس میں سیاسی اور

غیر سیاسی دانشواران شامل تھے، وفد کے سربراہ

سید احمد لحقوب (نائب وزیر اعلیٰ صوبہ کلناٹ) نے

بندوستانی تجدیب و ثافت، تعمیم و تربیت اور بہاں کے

سلاتوں کی دینی غیرت و حیثیت کی تحریف کرتے

ہوئے کہا کہ بندوستان میں دینی تعلیم بہت معیاری

ہے، اس ملک میں جو غیر مسلم اکثریت والا ملک ہے اور

مسلمان اقلیت میں یہ قرآن وحدت اور عربی ادب کی

تعلیم بہت معیاری ہے، اور قرآن وحدت کی تعلیم کا جو

انداز بندوستان میں ہے وہ کم مسلم ممالک میں ہے۔

اس وفد نے خاص طور پر تائم ندوہ العلماء اور

نائب صدر عالی رابطہ ادب اسلامی حضرت مولانا سید محمد

رائج حنفی مدوی سے ملاقات کی، اور دیریکٹ حضرت والا

دارالعلوم کے اندر اجلاس کی تیاریاں زور و شور

سے بندوستان میں دینی تعلیم و نظام اور ندوہ کے تخلی

نظام و انصاب سے متعلق باتیں پخت کی، حضرت امام

ندوہ العلماء نے بندوستان کے نظام تعلیم و تربیت کے

بارے میں ان حضرات کو تفصیل سے بتایا اور تحریک ندوہ

العلماء کے قیام، اخراج و مقاصد، خدمات و کاربنتے

اور اس کے سب سے اہم شعبہ دارالعلوم کے احتیارات و

خصوصیات بتاتے ہوئے کہا کہ دارالعلوم کے اندر دینی

و عصری دعویٰ تعلیم کا ساتھ ساتھ تعلیم ہے اور اس قدر طلبی کو

دنیادی تعلیم دیتی جاتی ہے کہ وہ دعوت دین اور خیانت

## ندوہ کے شب و روز

دارالعلوم ندوہ العلماء میں آل اعیاض مسلم پرنس لابورڈ کا ایکساواں اجلاس عام

محمد جاوید اختر ندوی

سلم پرنس لابورڈ کا نام آتے ہی ذہن کے باب پر گورنر خواتین اور نوجوانوں کے اندر دینی شور بیدار کرنے کے لئے ملک کے مرکزی شہروں کا دورہ، بورڈ کی پردے پر آل اعیاض مسلم پرنس لانکنٹن کے مناظر سامنے آجائے ہیں، آج سے ۷/۳ سال قبل ۲۸ نومبر ۱۹۷۲ء کو مختلف کمیٹیوں (اصلاح معاشرہ کمیٹی، دارالقناۃ کمیٹی، باہری مسجد کمیٹی، تضمیں شریعت کمیٹی، قانونی کمیٹی) کی میں مسلم پرنس لانکنٹن منعقد ہوا تھا، اس تاریخی اپورٹ اور ان کی تجاویز و لائچ اعل پر گورنر وغیرہ ہیے اہم اجلاس میں پورے ملک سے تمام مسلم تکمیلوں، برقوں اور رپورٹ اور ان کی تجاویز و لائچ اعل پر گورنر وغیرہ ہیے اہم موضوعات زیر بحث ہوں گے۔

مسلمان ہند کے تحدیہ اور محترمین اجتماعی ادارے آل اعیاض مسلم پرنس لابورڈ کا ایکساواں اجلاس عام پر شرب ایک پلیٹ فارم پر تجمع ہوئے، پھر چند مینٹوں کے بعد پہلی بار سارے مسلمان بلا تفریق ملک کے علاوہ ایک دوسرے ندوی فاضل مولاناڈا اکٹھ محمد اکرم مدوی ہیں، انہوں نے آکسفورڈ اسلامک نمائندگان کا اجلاس ہوا، اس طرح تحفظ شریعت کا یہ اس کا عظیم الشان جلد عام ۲۱ نومبر کو بعد تماز مغرب عیدگاہ، پیش باغ میں ہو گا۔

دارالعلوم کے اندر اجلاس کی تیاریاں زور و شور سے چاری ہیں، مہماںوں کے استقبال، ان کے قیام پوری کر رہا ہے، اب تک ملک کے مختلف اہم شہروں میں اس کے بعد ۲۱ نومبر ۱۹۷۳ء کو حیدر آباد میں جملہ ندوہ العلماء نے طلباء دارالعلوم میں علوم قرآن اور علوم حدیث پر پریمریج اور تحقیق کا ذوق اور طلکہ پیدا کرنے کے لیے "المجمع العلمی للدراسات فی علوم القرآن والسنۃ" قائم کیا ہے۔

(دیکھئے: ندوہ العلماء: ایک رہنمای تعلیمی مرکز اور تحریک اصلاح و دعوت، ص: ۳۲، ۳۱)

## حدیث و فقہ کے میدان میں ندوی فضلاء کا حصہ

مولانا سید محمد واضح رشید حنفی ندوی (محدث تعلیم ندوہ العلماء کمیٹی)

عام طور پر یہ تاریخ دیا جاتا ہے کہ ندوہ کے فضلاء کی فتوحات اور اعتراف حاصل کیا، مولانا شفیق الرحمن ندوی نے اس خلاف تاریخ کا

یکن موجودہ عرصہ میں بعض ممتاز ندوی فضلاء کی فتوحات اور حدیث کے میدان میں علمی خدمات نے اس خلاف تاریخ کا

ازالہ کر دیا، تھے میں مولانا شفیق الرحمن ندوی، ڈاکٹر علی احمد ندوی اور حدیث کی تحقیق میں مولاناڈا اکٹھ

الدین مدوی کی علمی کوششوں نے عالمی شہرت اور اعتراف حاصل کیا، مولانا شفیق الرحمن ندوی نے "الفقه

مشی نعمانی کی زیر گرانی جو ندوہ العلماء کے محدث تعلیم تے

المسیس" کے نام سے عام فہم اور آسان اسلوب میں ایک کتاب تیار کی جو بہت مقبول ہوئی اور مدارس

اسلامیہ نے اپنے نصاب میں شامل کیا، ڈاکٹر علی احمد ندوی کو ان کی خدمات پر فیصل اور اڑ دیا گیا،

مولاناڈا اکٹھ الدین مدوی اپنے درس (جامعہ اسلامیہ عظیم گڑھ) کے ساتھ "مرکز الامام ابوالحسن" قائم کیا، جس سے متعدد علمی کتابیں جن کا تعلق حدیث کے موضوع سے ہے، شائع کیا، اور علمی

کی تحقیقیں اور مصنفوں کی تاریخی اسلامیہ کے میان میں ایک اہم اسٹریٹجی کی تحریک میں مولانا

کی جس نے ملک کے گوشہ گوشہ میں دعوم پردازی اور مدارس اسلامیہ کے تعلیمی تے

آزاد جن کو اسلامیہ کی تحریک سے نو اضافہ، ترقی کے اس مقام بلند پر پہنچ کیا تھی اور ترقی کی دعوم

تھی اور ملک کی آزادی میں انہوں نے غیر معمولی بول ادا کیا اور آزادی کے بعد وزیر تعلیم بنے۔

رقم طور اب آپ کے اور کتاب کے مطابع کے درمیان حائل نہیں ہوتا چاہتا، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس

حقی خلوص کی دولت سے نوازے جو نبیت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ میں ہونے والے ترقی کیم کو خوشی دھیں کی تھے۔

اعلان مفقود الخبر ..... مقدمہ نومبر ۱۹۶۱ء

دھیں:- زیدہ خاتون بنت محمد اسماعیل ساکن دہلی کٹر، ڈاکٹر محمد پور کھال، حلقہ فتحور، بارہ بجکی

اجلاس بڑا ہی عالم کے مختلف اہم شہروں میں اس کا عہدہ ملک کے مختلف اہم شہروں میں

مذکور علیہ:- محمد ایوب ول محمد خلیل ساکن محلہ تالکھورہ روڈ، امینیہ کرگر، لکھنؤ

اطلاق بنا مدعی علیہ

غرض تحریک یہ ہے کہ مدینہ زیدہ خاتون بنت محمد اسماعیل نے آپ کے خلاف بہاں دارالقناۃ میں ننان و نفقہ نہ

دینے، حقوق زوجت ادا کرنے نے تجزیہ دراز سے غائب ولاپتہ رہنے کی بنا پر فتح کا راج کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس

اطلاق کے ذریعہ آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں مورخ ۱۵ نومبر ۱۹۷۰ء بروز جھرات یوقت

گیا ہے جیسے ون مرکزی دارالقناۃ اور پرنسپلیس ندوہ العلماء کمیٹی، اصلۃ یا وکالت خاضر ہو کر مقدمہ پڑا کی مددی

کریں۔ تاریخ نہ کوپریوٹی نہ پائے جانے کی صورت میں مقدمہ پڑا ایک طرف طور پر قبول کر دیا جائے گا۔

محمد ظہور ندوی

مرکزی دارالقناۃ اور پرنسپلیس، ندوہ العلماء کمیٹی

للدرامی العاشر باللغة العربية۔ (۷) معهد دارالعلوم

(۸) عالمی رابطہ ادب الاسلامی۔ (۹) مجلس تحقیقات و نشریات۔ (۱۰) مجلس صحافت و نشریات۔ (۱۱) شعبہ دعوت و ارشاد۔ (۱۲) شعبہ اثرت اور میلٹیاری سرج من۔

کتاب کے مطالعے سے یہ بھی معلوم ہو گا کہ اگرچہ

اس کے قیام کو بعض حلقوں نے پسند نہیں کیا لیکن

مشی نعمانی کی زیر گرانی جو ندوہ العلماء کے محدث تعلیم تے

المسیس" کے نام سے عام فہم اور آسان اسلوب میں ایک کتاب تیار کی جو بہت مقبول ہوئی اور مدارس

اسلامیہ نے اپنے نصاب میں شامل کیا، ڈاکٹر علی احمد ندوی کو ان کی خدمات پر فیصل اور اڑ دیا گیا،

مولاناڈا اکٹھ ایک دوسرے ملک کے تعلیمیں کا طرز و اندرا اپنیا

زیر گرانی کام لیا اور ندوہ کے لئے مقاماتیں کیے تھے تو

ان کی تحقیقیں ملک کے گوشہ گوشہ میں دعوم پردازی اور مدارس اسلامیہ کے تعلیمی تے

آزاد جن کو اسلامیہ کی تحریک سے نو اضافہ، ترقی کے اس مقام بلند پر پہنچ کیا تھی اور ترقی کی دعوم

تھی اور ملک کی آزادی میں انہوں نے غیر معمولی بول ادا کیا اور آزادی کے بعد وزیر تعلیم بنے۔

رقم طور اب آپ کے اور کتاب کے مطالعے کے درمیان حائل نہیں ہوتا چاہتا، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس

حقی خلوص کی دولت سے نوازے جو نبیت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ میں ہونے والے ترقی کیم کو خوشی دھیں کی تھے۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کے اس

شعر پر قلم روکتا ہوں جو انہوں نے اپنے مرید

یا صفاتیہ میں مولانا ندوی کی شان میں کہے تھے۔

از سیمان گیر اخاں میں

دان تو ندوی را منہ از وغل

اے دلت معمور از امرار حق

اے دلت تصور از آثار حق

اے دلت پور از انوار حق

اے دلت مسرور از اخبار حق

اے دلت پور از خبر حق

جمیع حیات۔ ۱۹۷۰ء

# MOHD. YASIN MOHD. YAMIN PERFUMERS

EXPORTERS & IMPORTERS

Tayyab Shamama	طیب شامما
Shamama Abid Special	شامما ابید سپشل
Amber Abid	amber عابد
Mushk Amber	مشک amber
Attar Hena	عطر حنا
Attar Gulab	عطر گلاب
Attar Keora	عطر کورہ
Attar Motia	عطر موٹیا
Attar Zafran	عطر زعفران
Rooh Khus	روح خس
Jannatul Firdaus	جنت الفردوس
Majmua	مجموہ



Kannauj-209725 (U.P.)

Tel.: 05694-234445, 234725, Fax: 234388  
Mobile: 09839208298 (Mohd. Furqan)  
E-mail: mymykannau@yahoo.co.in

Maqbool Mian  
Jewellers

مقبول میاں جویلریز

Jutey Wali Gali, Aminabad Lucknow.  
Mob: 9956069081-9919089014

Mohd. Zubair  
Mohd. Salman

Sahara  
FOOTWEAR

35, Amethi House, Near Post Office, Aminabad, Lucknow-8

پروپرٹر: ولی اللہ

ولی اللہ جویلریز

WALIULLAH

JEWELLERS

All Kinds of Gold, Silver  
& DIAMOND JEWELLERY

Mob. 9415090544, 9936672278

Phone : 0522-2627446 (S)

e-mail : waliullahjewellers@gmail.com

Jutey Wali Gali, Aminabad,  
Lucknow.



مجمعی کے قارئین کی خدمت میں

میں کے آرائیں "حیر جات" سے کوڑا ہے کہ "حیر جات" کے سلسلے فرمائے یا تحریر  
بننے کے سلسلے دل کے پر اپلچھ کریں، مہاں برحت کرنے کی درستی جائے گی۔

ALAUDDIN TEA

44, Haji Building S. V. Patel Road

Null Bazar, Mumbai-400003

Tele: Add Cupkettle

CAFE FIRDOS

Partly Air Conditioned

MOGHALAI & CHINESE FOOD

Tel: 23424781-23459921

145, Sarang Street, Crawford Market, Mumbai-400003

Contact:  
Mr. M. Adeeb  
Mr. S. Imran  
Mr. Zainuddin  
Mobile: 9819052887  
9435157786  
9326215186

Phone: (022) 2318596  
(022) 24246402

ریڈی صہیہ صہادت ملموں کا قابلِ استعمال مرکز

اعلیٰ کوئی، جدید ترین فشن کے ساتھ

Shirts, Trousers, Coats, Embroidered, Sherwanis, Pillowers,  
Jackets, Kurta-Suits, Night Suits, Gown & T'es.

شاوی، بیاہ، تھاڑا اور لتر بیاہ کے لئے شاندار ذخیرہ، تشریف لائمس قابلِ بھروسہ رہا

menmark®

MFG, Wholesale, Export & Retail

58, Halwasia Market, Hazratganj, Lucknow - 226001

مولانا سید ابو الحسن علی ندوی کا کردار اور پورت بھی تھیں  
کی، مولانا سید سلام حسین ندوی نے دارالعلوم کے شعبہ  
جات بالخصوص کلیٰۃ الدّعوۃ والا علام کی سرگرمیاں بیان  
کی، اور صدر جلسہ مولانا اکٹر سید الرحمن اعظمی ندوی  
نے صدارتی خطاب کیا اور ان ہی کی دعا پر جلسہ اختتام  
پذیر ہوا۔ مہمان محترم نے ۲۶ فروری کو جمع کی تماز کے  
بعد سیرت رسولؐ کے موضوع پر طلبہ و عوام سے مدد  
دارالعلوم میں بھی خطاب کیا۔

املاوات کا ایک سہ دکنی و فند ندوہ میں  
مارچ کے پہلے ہفت میں ابو ظہی (امارات عربیہ)  
مسلمان علی الحنفی تھا ماغی کی سربراہی میں ہندستان  
تحمدہ) سے تین رکنی و فند عبدالسلام ادیب الکشمی، صالح  
کے مختلف دینی و ہوتی اور تعلیمی اداروں کے درود پر آیا، ان  
بن صالح شیخ التجارین اور یوسف عظیم صدیقی پر مشتمل  
ندوہ الحدایہ کی زیارت اور حضرت ناظم ندوہ الحدایہ سے  
تھدیں ہندوی، ۲۳ فروری ۲۰۱۰ء کو عروہ آئے تھوڑے نے  
اجازت حدیث لینے آیا حضرت ناظم صاحب دامت برکات  
حمد نے ادائی صحابت، موطا امام ماںک، مند امام احمد  
اور دارالعلوم کے تعلیمی و ترقیتی نظام کو بہت پسند کیا۔

مسجد دارالعلوم میں ہر بده کو دعوت و تبلیغ کے تعلق  
سے خطاب ہوتا ہے، جس میں طلبہ دارالعلوم شریک  
سے بھی اجازت حدیثی۔

ہوتے اور اس امتہ سے اس عظیم کام کی راہ کے تجربات  
ونصائح سے مستفید ہوتے ہیں۔ اس بده کو دکتور ہندوی  
نحوی بھی شامل تھا، دارالعلوم کے اندر غیر ملکی طلبہ کے  
لئے "القسم الدراسي الخاص باللغة العربية" کے  
نام سے مستقل ایک شعبہ قائم ہے جس سے طلبہ پانچ  
مال کے اندر عالم بن کر لکھتے ہیں۔

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے  
وانس چانسلر ندوہ الحدایہ میں  
جات پلی کے عبد العزیز و انس چانسلر  
یونیورسٹی علی گڑھ ایک و فند کی سربراہی کرتے ہوئے ندوہ  
آئے اور انہوں نے ناظم ندوہ الحدایہ حضرت مولانا سید  
محمد راجح حسین ندوی، مفتی دارالعلوم مولانا سید الرحمن  
اعظمی ندوی اور مفتی دارالعلوم مولانا سید محمد واصح رشید ندوی  
سے ملاقات کی، دارالعلوم کی تعلیمی و ترقیتی سرگرمیوں کا  
جائزہ لیا اور یہی سرگرمی کا انکھار کیا اور کہا کہ ندوہ  
الحدایہ کو آج اپنی آنکھوں سے دیکھ کر بڑی خوشی ہو رہی

وقد کے ارکان کو ندوہ الحدایہ کا نصاب تعلیم دیا  
گیا، ان حضرات نے بھی اپنے مدارس کا نصاب دیا اور  
کہا کہ آج چونکہ دارالعلوم ندوہ الحدایہ کا نصاب پوری  
دین بالخصوص عرب ممالک میں راجح ہو رہا ہے، اور شیخ  
عرب و اجمم حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی کی  
تاریخات کثرت سے عرب کا الجزا دریو شور شیز میں داخل  
ذکر خالد حسن ہندوی کی نصاب اسی کے  
دارالعلوم ندوہ الحدایہ آمد  
قطر کا ایک و فند جزل سکریٹری لائج اج دلائی لعلی لعلاء  
مسلمان علی الحنفی تھا ماغی کی سربراہی میں ہندوستان  
کے مختلف دینی و ہوتی اور تعلیمی اداروں کے درود پر آیا، ان  
میں صدر رابط ادب اسلامی قطر کو دکتور خالد حسن ہندوی بھی  
تھدیں ہندوی، ۲۳ فروری ۲۰۱۰ء کو عروہ آئے تھوڑے نے  
ذکر خالد حسن اس امتہ دارالعلوم سے ملاقات کی، طلبہ و خطاب کیا  
اور دارالعلوم کے تعلیمی و ترقیتی نظام کو بہت پسند کیا۔

اس کے بعد مولانا سید سلام حسین ندوی نے وند  
کو ندوہ کے شعبہ جات اور مختلف تعلیمی، دعویٰ اور اصلاحی  
شعبوں کا تعارف کر لیا، داشت رکنی و فند  
میں ایک ندوی فاضل ممبر پارلیمنٹ میٹشا عبداللہ یعقوب  
ندوی، بھی شامل تھا، دارالعلوم کے اندر غیر ملکی طلبہ کے  
لئے "القسم الدراسي الخاص باللغة العربية" کے  
نام سے مستقل ایک شعبہ قائم ہے جس سے طلبہ پانچ  
مال کے اندر عالم بن کر لکھتے ہیں۔

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے  
وانس چانسلر ندوہ الحدایہ میں  
جات پلی کے عبد العزیز و انس چانسلر  
یونیورسٹی علی گڑھ ایک و فند کی سربراہی کرتے ہوئے ندوہ  
آئے اور انہوں نے ناظم ندوہ الحدایہ حضرت مولانا سید  
محمد راجح حسین ندوی، مفتی دارالعلوم مولانا سید الرحمن  
اعظمی ندوی اور مفتی دارالعلوم مولانا سید محمد واصح رشید ندوی  
سے ملاقات کی، دارالعلوم کی تعلیمی و ترقیتی سرگرمیوں کا  
جائزہ لیا اور یہی سرگرمی کا انکھار کیا اور کہا کہ ندوہ  
الحدایہ کو آج اپنی آنکھوں سے دیکھ کر بڑی خوشی ہو رہی

☆☆☆☆☆